ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینہون عن المنکر
واولئک ہم المفلحون

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رسالہ

تشحیذ الاذہان

(مرتبہ قاضی محمد ظہور الدین اکمل)

جلد ۱۴ | بابت ماہ مارچ سنہ ۱۹۱۹ء مطابق جمادی الاول ۱۳۳۷ھ | نمبر ۳

فہرست مضامین

قیمت سالانہ۔ عوام سے عمہ؍ غیر ممالک سے ۳ طلبا سے عا؍

باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں چھپا۔
اور چودھری عبدالسلام پبلشر نے شایع کیا۔

مضامین خادم حسین دربارۂ مذہب شیعہ

جن رسالوں میں منشی خادم حسین صاحب کے مضامین چھپتے ہیں۔ وہ الگ کر لئے گئے ہیں اور قیمت میں خاص رعایت۔ احباب جلسہ سالانہ کے موقعہ پر فائدہ اٹھاویں ؛ مینجر

نام کتاب	اصلی	رعایتی	نام کتاب	اصلی	رعایتی
تحقیق واقعات کربلا۔ دسمبر سنہ ۱۱ء	۰۳ر	۰۲ر	اتحاد الفریقین فی اعتقاد القرنین فروری سنہ ۱۹۱۶ء	۰۳ر	۰۲ر
واقعات کربلا۔ دسمبر سنہ ۱۳ء	۰۳ر	۰۲ر	" " " اپریل سنہ ۱۷ء	۰۳ر	۰۲ر
شیعان قدیم۔ نومبر سنہ ۱۳ء	۰۳ر	۰۲ر	تحقیق امام آخر الزمان جنوری سنہ ۱۵ء	۰۳ر	۰۲ر
اعلام۔ دسمبر سنہ ۱۳ء	۰۳ر	۰۲ر	صحابہ رسول و صحابہ امام حسین (مئی سنہ ۱۹۱۶ء)	۰۳ر	۰۲ر
خواص الائمہ۔ جولائی سنہ ۱۳ء	۰۳ر	۰۲ر	اختلافات کثیر فی المرویات تطہیر (جون سنہ ۱۹۱۶ء)	۰۳ر	۰۲ر
علامات شیعہ (جون سنہ ۱۳ء	۰۳ر	۰۲ر	ہر امام کے پیروان کے مختصر حالات (نومبر سنہ ۱۶ء)	۰۳ر	۰۲ر
عبداللہ بن سبا۔ مئی سنہ ۱۳ء	۰۳ر	۰۲ر	مکالمہ شیعہ و احمدی بارہ نمبروں میں	۸ر	۶
شیعہ مذہب۔ مارچ سنہ ۱۴ء	۰۳ر	۰۲ر	ایک شیعہ مجتہد کی کارگذاری	۶ر	۴ر
سلمان منا اہل البیت جنوری سنہ ۱۴ء	۰۳ر	۰۲ر	ابوبکر و عمر سید الکہول اہل الجنۃ	۴ر	۲
تعزیہ داری ایران دسمبر سنہ ۱۳ء	۰۳ر	۰۲ر			
یزید کی مدح خوانی۔ نومبر سنہ ۱۳ء	۰۳ر	۰۲ر			
عقاید نصاریٰ و عقائد شیعہ اکتوبر سنہ ۱۳ء	۰۳ر	۰۲ر			
شمائل مرتضوی جولائی سنہ ۱۳ء	۰۳ر	۰۲ر			
جوابات اعتراضات شیعہ مارچ ۱۳ء	۰۳ر	۰۲ر			
واقعات کربلا جنوری سنہ ۱۳ء	۰۳ر	۰۲ر			
خلفائے راشدین اور یزید کا مقابلہ جنوری سنہ ۱۴ء	۰۳ر	۰۲ر			

مرقع تمنا امی
جناب [illegible] صاحب
[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلے علے رسولہ الکریم

رسالہ

تشحیذ الاذہان

بابت ماہ مارچ ۱۹۱۹ء

ہدیہ احمدی مہاجریہ یادگار آریہ مسافر

ہمارے آریہ سماجی بھائی ہر سال اپنے شہید شری پنڈت لیکھرام جی آریہ مسافر کی یاد تازہ کرنے کے لئے ۶ مارچ کے دن کچھ نہ کچھ ضرور عمل میں لاتے ہیں۔ جہاں جہاں آریہ سماجیں قائم ہیں۔ وہاں وہاں اس دن جلسے منعقد ہوتے ہیں۔ اور کئی ایک آریہ اخبارات و رسائل خاص شہید نمبر بڑی دہوم دھام سے نکالکر شہید کی یادگار مناتے ہیں ؎

اس کو دیکھتے ہوئے ہمارا بھی ارادہ ہوا کہ اپنے سماجی بھائیوں کا اس کام میں کچھ نہ کچھ ضرور ہاتھ بٹائیں۔ بنابریں مناسب سمجھا گیا کہ شری پنڈت لیکھرام جی سرسوتی کی کلیات سے کچھ جواہر ریزے قارئین کرام کے علمی دسترخوان پر چُن دیں۔ جس سے صحیح طور پر پنڈت صاحب موصوف کی مذہبی یادگار منائی جا سکتی ہے۔ کیونکہ پنڈت صاحب کی آخری وصیت بھی

یہی تھی کہ مُرنے کے پیچھے تحریر کا کام بند نہ ہوگا۔ سو ہم بھی یہ یادگار تحریر کے ذریعہ ہی منانا پسند کرتے ہیں۔ اُمید ہے کہ ہمارے سماجی دوست بھی اس وصیت کے ماتحت ہمارے اس فعل کو دلچسپی اور خوشنودی کی نگاہوں سے دیکھیں گے۔ آریہ مسافر کی آخری وصیت پر احمدی مہاجر انشاء اللہ تامرگ قائم رہتا ہوا تحریر کے ذریعہ سماجی دوستوں کو صراط مستقیم پہ لانے کی سعی کرتا رہیگا وماتوفیقی اِلّا باللہ

(۱) سب سے اول ہم یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ شری پنڈت لیکھرام جی اپنے سوامی صاحب کے مخالف لکھتے رہے ہیں :-

"سوامی دیانند کے متعلق ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ اول تو وہ اپت پرش تھے یعنی نجات سے واپس آمدہ شخص تھے۔ کیونکہ جو یوگیوں اور رشیوں کے گن ہوتے ہیں وہ بہت سے انہیں موجود تھے۔ تھوڑی سی محنت میں اسقدر عظیم الشان ناپیداکنار بحر زخار سنسکرت کے پار ہو جانا یوگی جن کے سوا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ پس وہ دھرم اور قوم پر جان نثار کرکے صداقت کا راستہ بتلا کر دھرم کے شہید ہو کر ضرور نجات پا گئے ہیں"

(کلیات آریہ مسافر صفحہ ۶۶۵ کالم ۲)

ہم نے رسالہ تشحیذ الاذہان جلد نمبر میں اس عبارت کے برخلاف ثابت کیا تھا کہ سوامی دیانند کو اگر ڈھونڈھنا ہو تو وہ کبھی کسی کو مکتی خانہ میں نظر نہ آئینگے۔ بلکہ وہ بموجب قاعدہ تناسخ و مطابق تعزیرات منو دھرم شاستر کے اپنے کئے ہوئے اعمال کی وجہ سے فلاں فلاں جنم کی سیر کر رہے ہونگے۔

مگر آج یہاں بتلانا چاہتے ہیں کہ خود سوامی دیانند جی اپنے چیلے کی تحریر کو غلط اور حقیقت سے دُور بتلاتے ہیں۔ جس سے ناظرین پر منکشف ہو جائیگا کہ چیلے اور گورو میں کس قدر اختلاف ہے۔ پس ہر دو بیانات کی تطبیق کس طرح ہو۔ اور کس کے بیان کو صحیح و راستی پر مبنی تصور کیا جائے

ملاحظہ ہو سوانح عمری دیانند اردو کلاں صفحہ ۸۶۷

"جودھ پور جاتے وقت سوامی جی فرماتے تھے کہ شریر (جسم) کا اب کوئی بھروسہ نہیں۔ نہ جانے کس وقت چھوٹ جائے۔ اور میں اس کام کے لئے پھر دوبارہ بھی جنم لوں گا۔ اور

اس وقت جو میرے زیر دعوے ہوئے ہیں۔ وہ سب ثابت ہو جائینگے۔ (بڑی خوش قسمتی ہوگی ہماری کہ سوامی جی دوبارہ جنم لیں تاکہ ہم جو آریہ سماجی تعلیم پراتے دن اپنے شکوک کا اظہار کرتے رہتے ہیں۔ جن سے کوئی بھی سماجی پنڈت آج تک عہدہ برآ نہیں ہو سکا۔ ان کا ازالہ خود کر دیگے۔ مگر ع این خیال است ومحال است وجنون۔ راقم مضمون ہذا) آریہ سماجیوں کی ترقی سے بھی بڑی بھاری [illegible] (بلکہ احمدیہ جماعت سے بھی تقویت ہوگی) امیں اُس وقت وید کا بقیہ بھاش کر دونگا"

معزز ناظرین! پچھلے اور اگلے ہر دو صاحبان کی عبارات کو ملاحظہ فرمائیو۔ اول تو دونوں ہی پایہ صداقت سے کوسوں دور ہیں۔ دوم باہمی اختلاف ہی ایک محقق کو کسی نتیجہ پر پہنچا نہیں سکتا۔ کیونکہ پنڈت لیکھرام جی۔ سوامی صاحب کو مکتی خانہ میں بتلاتے ہیں۔ جہاں حسب حوالہ ستیارتھ پرکاش کبھی عمریں دنیا کی گذرنے کے بعد پھر واپسی ہوتی ہے۔ ملاحظہ ہو۔

مکتی میں رُوح کے رہنے کا زمانہ:

"مکت جیو (نجات یافتہ ارواح) مکتی پاکر برہم میں آنند کو مہا کلپ تک بھوگتے ہیں۔ اور پھر مکتی کے سکھ کو چھوڑ کر دنیا میں آتے ہیں۔

اسکی گنتی اس طرح پر ہے کہ تینتالیس لاکھ بیس ہزار برس کی ایک چترجگی۔ دو ہزار چترجگیوں کا ایک دن رات۔ ایسے تیس دن رات کا ایک مہینہ۔ ایسے بارہ مہینوں کا ایک برس۔ ایسے سو برسوں کا ایک پرانت کال (یعنی مہاکلپ) ہوتا ہے۔ اسکو حساب کے قاعدہ سے ٹھیک ٹھیک سمجھ لیجئے۔ اتنا عرصہ مکتی میں سکھ بھوگنے کا ہے۔" اردو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۷۵

اس گورکھ دھندے کا حل اردو ستیارتھ کے فٹ نوٹ میں ہندسوں میں کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں "پرانت کال کا نام مہاکلپ بھی ہے جس کی تعداد (۳۱۱۰۴۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰) برس ہے۔" اور سوامی جی فرماتے ہیں کہ ابھی آریہ سماجیوں کی ترقی آ دیکھوں گا۔ اور بقیہ وید بھاش کروں گا۔

اب اس باہمی اختلاف کو یہیں چھوڑ کر آگے ملاحظہ ہو کہ کیا کیا گُل کھل رہے ہیں اور ہر دو صاحبان کی متناقض تحریرات کو پڑھ کر راستی پسند اور حق کے جویا کیونکر کسی صحیح اصول

یا نتیجہ پر پہونچ سکتے ہیں۔

اختلاف دوم

"پیدائش کے بعد بچہ اور اس کی ماں کو کسی دوسری جگہ میں جہاں کی ہوا پاکیزہ ہو رکھیں۔ نیز خوشبودار اور خوشنما اشیاء وہاں رکھیں۔ اور ایسے مقام کی سیر کرانا مناسب ہے کہ جہاں کی ہوا صاف ہو"

جہاں دایہ۔ گائے۔ بکری وغیرہ کا دودھ نہ مل سکے وہاں جیسا مناسب سمجھیں ویسا عمل کریں چونکہ بچہ کا جسم جننے والی عورت کے جسمانی اجزا سے بنا ہوتا ہے۔ اسوجہ سے عورت بچہ جننے کے وقت کمزور ہو جاتی ہے۔ اس لئے زچہ دودھ نہ پلائے۔ دودھ روکنے کے لئے پستان کے منہ پر ایسی دوا لگادیں جس سے دودھ نکلنا بند ہو جائے" ستیارتھ پرکاش اردو صفحہ ۳۴

معزز ناظرین! آپنے آریوں کے مہرشی کی اس انوکھی فلاسفی کو ملاحظہ کیا۔ جس سے معلوم ہو گیا ہو گا کہ جناب عالی ڈاکٹری میں بھی پوری پوری دستگاہ رکھتے تھے۔ اب ذرا مہاراج ادہیراج کے چیلے شری سوامی پنڈت لیکھرام جی آریوں کے شہید اکبر کے اپنے رہنماچہ کلیات آریہ مسافر صفحہ ۱۶ کالم ۱ کو ملاحظہ کیجئے:۔

"یہ امر تصدیق ہو چکا ہے کہ دو چند بچہ ضائع ہوتے ہیں جبکہ دائی کو وہ دیئے جاتے ہیں۔ بہ نسبت اسکے کہ ان کو خود دودھ پلایا جائے یا اپنے ہاتھ سے پرورش کرے ہمیشہ بچوں کو بہت جلد جبکہ ماں اپنی تکلیف اور محنت سے جننے سے ہوش و حواس میں آوے۔ تو بچہ کو دودھ پلانا شروع کرے۔ یہ شروع کا دودھ بچہ کو بہت صاف کریگا۔ بہ نسبت کسی دوا کے یہ قدرتی جلاب ہے"

دیکھئے گورو جی مہاراج اپنی پوتھی میں جو ارقام فرماتے ہیں اُسپر ان کے شاگرد رشید پنڈت لیکھرام جی ربڑ چلاتے ہیں۔ پیارے ناظرین اس پر بس نہیں ہو گئی اور بھی ملاحظہ کرنا چاہیئے

اختلاف سوم

"(جو شخص) بد کام کرتا ہے اس کا جسم درخت وغیرہ نہ چلنے والے جسموں میں ہوتا ہے"
(ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۸۹ و ستیارتھ صفحہ ۵۰۵)

ان الفاظ سے (جو اوپر تحریر کئے گئے ہیں) سوامی جی کا یہ عقیدہ روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ وہ نباتات میں ارواح کا ہونا تسلیم کرتے ہیں۔ مگر پنڈت لیکھرام جی کا عقیدہ سوامی جی کے اس سدھانت (اصول) کے بالکل خلاف ہے۔ یعنی وہ اپنا عقیدہ یہی ظاہر کیا کرتے تھے جیسا آریہ سماج کا بچہ بچہ جانتا ہے کہ "نباتات میں روح نہیں"

حوالہ دیکھئے:۔ "ہم ناواقف نہیں ہم جمادات اور نباتات کو جڑھ غیر مدرک مانتے ہیں۔ اور ان میں روح کا پرویش (دخول) جائز نہیں مانتے" کلیات آریہ مسافر ص۲۶ کالم ۱

تیسرے اختلاف کے بعد اب چوتھا اختلاف ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے:۔

اختلاف چہارم

شری سوامی دیانند فرماتے ہیں:۔ "کیونکہ یہ منوسمرتی جو دنیا کے ابتدا میں ہوئی ہے" ستیارتھ پرکاش اردو سمولاس ۱۱ ص۳۱۷۔

اب کلیات آریہ مسافر کو دیکھئے کہ اس کا مصنف کس طرح اپنے سوامی نہیں نہیں بلکہ مہرشی کی بات کو جھٹلانے کی ناروا کوشش کے درپے نظر آتا ہے۔

"پس منوسمرتی کو بنے ہوئے "۱۲۰۵۲۹۸۰" سال گذرے ہیں جیسا کہ شلوک ہائے ذیل سے ثابت کیا گیا ہے" کلیات ص۹ کالم ۲

سماجی دوستوں کا فرض ہے کہ وہ بتلائیں ان ہر دو متناقض اقوال میں سے کونسا راستی پر مبنی اور کونسا غلط اور تاریخی واقعات کے خلاف ہے۔

اختلاف پنجم

سوامی جی اپنی پستک میں یوں لکھتے ہیں:۔ "قربان گاہ کے بنانے اور سوختنی قربانیاں چڑھانے کا ذکر ہونے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ باتیں ویدوں سے بائبل میں گئی ہیں"

اردو ستیارتھ پرکاش ص۵۲۳

آریہ سماجی بھائیو! کہاں ہو۔ ادھر دیکھو تمہارے مایہ ناز قابل فخر بزرگ ملت شری سوامی دیانند اپنی زبان فیض ترجمان سے کیا گوہر افشانی فرما رہے ہیں۔ دیکھو یہاں اسبات کی اقبالی ڈگری موجود ہے کہ ویدوں میں قربانیوں کا ذکر موجود ہے۔ ہمارا یہ خطاب سبزی خور پارٹی سے

ہے۔ مانس خور پارٹی کے احباب اس بلاوے سے باہر ہیں۔ اب پنڈت لیکھرام کا قول بھی اسکے خلاف دیکھئے:۔

جانور مار کر ہوم کرنا وید و غیرہ ست شاستروں میں کہیں نہیں لکھا۔ اور جو مانس کھاتا ہے یہ بھی انہیں وام مارگی ٹیکا کاروں (مفسروں) کی لیلا ہے۔ اس لئے ان کو راکشس کہنا مناسب ہے۔ مگر ویدوں میں کہیں مانس کا کھانا نہیں لکھا۔" کلیات مسافر صفحہ ۲۱ کالم ۲

اب سماجی دوست ہی ان ہر دو متناقض بیانات کی باہمی تطبیق کر کے ہمیں دکھلائیں۔ ہماری طاقت سے تو ضرور باہر ہے کہ ہم ان کی مطابقت کر سکیں۔

اختلاف ششم

دوسرے دن سوامی جی نے مورتی پوجا کھنڈن (تردید) پر لیکچر دیا۔ اس میں محمود غزنوی کا آنا اور اسکے حملوں سے دیش کے دھن (ملک کی دولت) کی ہانی (نقصان) کا مفصل برنن (بیان) کیا۔ اور مندروں میں عورتوں کے جانے اور وہاں کی درگتا (بری حالت) کا بیان فرمایا۔ جسپر کسی شخص نے مکان کی چھت پر جانب مغرب سے یہ سوال کیا کہ آپنے فرمایا کہ استری (عورت) کو واجب (مناسب) ہے کہ ایک ہی بار اپنے پتی (خاوند) کے پاس جائے یعنی ویبھچار (زنا) نہ کرے مگر جس کا پتی (خاوند) طوائف کے پاس جائے۔ اس کی عورت کیا کرے۔ انہوں نے (یعنی سوامی جی نے) کہا کہ اسکی عورت بھی ایک اور مضبوط سا آدمی رکھ لے۔"

(سوانح عمری دیانند اردو کلاں صفحہ ۳۵۵)

قارئین کرام! آریہ سماج کے بانی اور ہمارے ملکی آریہ بھائیوں کے رشی بلکہ مہرشی ہاں لوگ بلکہ مہایوگی کے قول کو آپنے ملاحظہ فرمایا۔ کسقدر اس میں تہذیب و شرافت و تقوی اور طہارت کی تعلیم دیگئی ہے۔ واقعی انصاف اسی کو کہتے ہیں۔ بہت عمدہ فیصلہ فرمایا۔ اب اس پاک فرمان کے خلاف پنڈت لیکھرام جو کچھ لکھ گئے ہیں۔ وہ بہت ہی افسوسناک ہے۔ افسوسناک اسلئے کہ اپنے گورو کے اس قول کی تکذیب میں ہے۔ ملاحظہ ہو:۔

"جب لوگوں کا دل ویبھچار (زنا) کو چاہتا ہے۔ تو بزرگوں کو بدنام کرتے ہیں۔"

(کلیات آریہ مسافر صفحہ ۱۴۵ کالم ۳)

اگر اس قول کو اسلامی نقطۂ خیال سے دیکھا جائے۔ تو یہ عین اسلام کی تعلیم ہے (ولا تقربوا الزنا انہ کان فاحشۃ وساء سبیلا) اور یہ حروف سونے کے پانی سے حیطۂ تحریر میں لانے کے قابل ہیں۔ اور برخلاف اسکے آریہ سماجی بھائیوں کی نظر سے دیکھا جائے کہ ایک شاگرد اپنے استاد کے خلاف لکھ رہا ہے۔ یا ایک چیلا اپنے گورو مہاراج کے کلام کی تکذیب کرکے اسلامی تعلیم کے آگے سر جھکا رہا ہے۔ تو ضرور قابل افسوس ہے۔

اختلاف ہفتم

اس زمانہ میں تمام ادیان باطلہ پر اسلام کو عظیم الشان فتح دلانیوالے ہمارے سید و مولا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتاب لاجواب انعامی دس ہزار (جسکے انعام حاصل کرنے میں کوئی کامیاب نہ ہوسکا اور سب بے نیل و مرام رہے) اور دوسری کتاب سرمہ چشم آریہ میں آریہ سماج کے اس عقیدہ پر ایک زبردست ولاجواب اعتراض کیا تھا کہ سماج کا عقیدہ وید چار ہیں۔ حالانکہ محققین وید کا دعویٰ ہے کہ وید تین ہیں۔ چوتھا بہت بعد کی تصنیف ہے۔ اس کا جواب دو۔ اور جواب تین ویدوں سے دو۔ یعنی چوتھے اتھرونامی کا نام ونشان رگ۔ یجر۔ سام تینوں ویدوں سے دکھلاؤ۔ مگر کون تھا۔ جو اس ناقابل تردید اعتراض کا جواب دیتا۔ اور ویدوں کی پوزیشن کو دنیا کے سامنے اس اعتراض کو دور کرکے صاف دکھلاتا۔

ہاں ایک شخص اس اعتراض کے جواب کیلئے اٹھا۔ مگر ناکام رہا۔ اور ناکامی کے ساتھ ہی اپنے گورو کی مخالفت کرکے دامن سعادت کو پاک نہ رکھ سکا۔ وہ شخص کون تھا۔ وہ آریہ سماج کا شہید لیکھرام۔ یعنی اس شخص نے ایک حق بات کو غلط قرار دینے کیلئے اپنے سوامی کی مخالفت بھی کی۔ اور باوجود اسکے بے نیل مرام رہا۔

دیکھئے۔ اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے لکھا ہے:۔

" اگرچہ ہم چاروں ویدوں کا ایشوری گیان ہونا تکذیب براہین احمدیہ میں اچھی طرح سے ثابت کر چکے ہیں (وہاں تو خاک بھی ثابت نہیں کیا۔ راقم مضمون) اور معقول دلائل سے بتلا چکے ہیں (دریں چہ شک۔ راقم) کہ اس قسم کے بے بنیاد الزام ناکارہ ہی نہیں (پنڈت صاحب جس کو بے بنیاد اور ناکارہ کہہ رہے ہو۔ اس کی قدر و عافیت ابھی معلوم ہو جاتی ہے۔ راقم)

بلکہ بات بات میں ناکام ہیں۔ مگر اس جگہ ہم ایک اور وید منتر یجُروید کا درج کرنا مناسب سمجھتے ہیں۔ یجُروید ادھیائے ۱۹ منتر ۵۰۔

"ترجمہ۔ جو برہمانڈ (تمام جگت) کی زمین وغیرہ حصّوں کے ودیاؤں (علوم) کے جاننے والے اور علم کو پڑھ کر ان سے انیک سپر کار (کئی قسم) کے نئے نئے فائدہ حاصل کرنیوالے پراوپکاری (فائدہ رساں) اتھروں وید کے عالم۔ گیان وان آپ سا میں شانت ہوں" الخ

معزز ناظرین! پنڈت جی نے یہاں اتھروید کا ذکر خواہ مخواہ ہی کر دیا۔ حاشا و کلا۔ اصل منتر میں اتھروید کہیں بھی نہیں لکھا۔ چنانچہ بانی آریہ سماج کا ارتھ جو انہوں نے اپنی تفسیر یجُروید کے صفحہ ۴۶۰ جلد اول پر کیا ہے۔ ملاحظہ ہو۔ جس سے عیاں ہو جائیگا کہ پنڈت لیکھرام نے ناحق کو حق ثابت کرنے کے لئے کیا کیا حیلے ایجاد کئے۔ اور اپنے رشی کے مخالف بھی قلم چلانے میں دریغ نکیا۔

(صرف اُردو ترجمہ)

"ہے انسانوں جو ہمارے سب علوم کے اصولات کو جاننے اور نئے نئے گیان کے مواعظ کے کرنیوالے اہنسک (بے ضرر انسان) مضبوط علم و معرفت سے متصف دولت پلانے لائق باپ وغیرہ عالم لوگ ہیں۔ ان عمدہ کاروبار کرنے والوں کی عمدہ عقل اور فائدہ رسان حاصل ہوئے علم میں ہم لوگ مشغول ہوویں ویسے تم لوگ بھی ہوؤ" (اس ترجمہ میں اتھروید کا نام و نشان تک نہیں)

معزز ناظرین! دیکھئے کس قدر پنڈت صاحب موصوف نے حق سے پردہ پوشی اختیار کرنی چاہی۔ اور ساتھ ہی اُسکے اپنے مہرشی کے ارتھ کو بھی پس پُشت پھینکدیا۔

راست بازوں کے مقابلہ میں آنا کار سے دارد والا معاملہ ہے۔ بھلا پنڈت صاحب اس مقابلہ میں کیا جوہر دکھلا سکتے تھے۔ اعتراض کا جواب کیا دیا اُلٹے اپنے دامن پر گورو کی مخالفت سے دھبہ لگا لیا۔ اور بھی بہت سے اختلافات اُستاد اور شاگرد یا گورو چیلے کی تحریرات میں موجود ہیں۔ جن کا یہاں اعادہ کرنا گنجایش اور فرصت کو چاہتا ہے۔ اسلئے سردست انہی اختلافات پر بس کرتے ہوئے چند ایک اور شگوفے پنڈت جی کی کتب سے دکھلاتے

ہیں۔ اُمید ہے کہ ہمارے سماجی مِتر اگر ان کی طاقت میں ہوگا۔ تو مذکورہ بالا متناقض اقوال میں تطبیق کرکے دکھلائینگے۔ مگر جب یہ مضمون آریہ دوستوں کی نظر سے گذریگا۔ تو پنڈت لیکھرام صاحب کی تصویر کو سامنے رکھ کے اس شعر کے پڑھنے پر ہی اکتفا کرینگے۔

مصحفی ہم تو یہ سمجھے تھے کہ ہوگا کوئی زخم ٭ تیرے سینے میں بہت کام رفو کا نکلا

حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ نے اپنے رسالہ تردید تناسخ میں ابطال تناسخ پر ایک نہایت ہی لطیف اور وزندار دلیل ارقام فرمائی تھی۔ جس کا آج تک جواب کبھی سماجی یا تناسخ کے پیرو سے نہیں بن پڑا۔ شامت اعمال سے پنڈت لیکھرام جی اس دلیل کو بغرض جواب اپنی کلیات میں نقل کرکے جواب دینے کی کوشش کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ مگر کامیابی و بامرادی کا مُنہ دیکھنا نصیب نہیں ہوتا۔

حضرت خلیفہ اوّلؓ کی دلیل یہ تھی کہ اگر تناسخ کو صحیح مان لیا جائے۔ تو اس کے ذریعہ سوشل تعلقات پر بہت بڑی زد آتی ہے۔ وہ یہ کہ آج جو باپ ہے۔ وہ تناسخ کی رُو سے کل خاوند بن کے اپنی لڑکی سے بیاہ کرے یا ایک بیوی ہے۔ وہ کل دوسرے جنم میں اپنے پہلے خاوند کی ماں بنجائے یا اس جنم میں ایک بھائی ہے۔ وہ دوسرے جنم میں اپنی ہمشیرہ سے نکاح کرلے۔ تو یہ عقیدہ مانکر دنیا کے اندر کسقدر فتور مچ جائیگا۔ جس کی تلافی ہونی امر محالات سے ہے۔

یہ ہے خلاصہ حضرت مولوی صاحب کی دلیل لطیف کا۔ اسکے جواب میں پنڈت صاحب موصوف یہ گل فشانی فرماتے ہیں کہ:۔

"ہم آپ کو سمجھاتے ہیں کہ رُوح ہمارا ماں باپ کے نطفہ سے پیدا نہیں ہوا۔ پس ہمارے ماں باپ رُوح کے ماں باپ نہیں ہیں۔ ان کا جسم ہی ہمارا باپ ہے۔ جب جسم یہاں جل گیا یا خاک در خاک ہوا تو وہ سلسلہ بھی ٹوٹ گیا" (کلیات ص ۲۷ کالم ۲)

پنڈت صاحب نے یہاں اس ناقابل تردید اعتراض سے بچنے کی بیطرح کوشش کی ہے مگر جواب کیا دیا اُلٹے اور بھی گرفت میں آگئے۔ اس موقع پر کسی نے کیا ہی خوب کہا ہے۔

اُلجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں ٭ لو آپ اپنے دام میں صیّاد آگیا

ہمارے سماجی مِتر اس جواب کو پڑھ کر پھولے نہ سماتے ہونگے۔ مگر ابھی اُن کو معلوم ہو جائیگا

کہ پنڈت صاحب نے جو حیلہ اعتراض سے محفوظ رہنے کے لئے اختیار کیا تھا۔ وہی حیلہ الٹا وبال جان ثابت ہو رہا ہے۔

قبل اسکے کہ ہم اس جواب کی لغویت کو یہاں بیان کریں۔ پنڈت صاحب ہی کی ایک عبارت کلیات سے نقل کر دیتے ہیں۔ جس سے ہم اس ڈیوٹی (لغویت کے اظہار سے) سے بھی ایک حد تک سبکدوش ہو جائینگے۔ اور ساتھ ہی اسکے مندرجہ بالا شعر کا مضمون بھی سمجھ میں آجائیگا۔

"کیونکہ علم حکمت سے صاف طور پر ثابت ہے کہ ۷ برس میں خصوصاً تمام جسمانی حصہ بدل جاتا ہے۔ اور ہر ایک پرمانو (ایٹم) یا ذرہ کی جگہ دوسرے پرمانو آجاتے ہیں۔ گویا اسّی برس کی عمر تک گیارہ دفعہ جسم بدل گیا۔ پس وہ اجزاء جنکو یاد تھا تحلیل ہو گئے۔ ایک دفعہ نہیں بلکہ گیارہ مرتبہ" (کلیات آریہ مسافر صہ۳۸ کالم ۱)

ہمارے سماجی بھائیو! آریہ فلاسفرو!! گوروکل کالج کے لائق اور قابل پروفیسرو!!! اور پرتی ندھی سبھا کے ممبرو!!!! اب ذرا صاحب موصوف کے ان الفاظ کو کہ:۔

"یہ جسم ہی ہمارا ماں باپ ہے۔ جب جسم جل گیا یا خاک در خاک ہو گیا تو وہ سلسلہ بھی ٹوٹ گیا" اس "علم حکمت" والی عبارت کے ساتھ مقابلہ کرو۔ اور دیکھو کہ کیسا عمدہ اور نیک نتیجہ نکلتا ہے دیکھو اور غور و تدبر سے کام لو کہ کس طرح پنڈت صاحب نے ایک عالمانہ اعتراض کا یہ بودا جواب دیا۔ اگر پہلی عبارت اور دوسری عبارت ہر دو کو ملا کر پڑھا جائے۔ تو یہ نتیجہ نکلیگا کہ مثلاً آج ۶ مارچ ۱۹۱۹ء کو لالہ رلیا رام جی کے سمی موہن پیدا ہوا۔ اور جب وہ ۶ مارچ ۱۹۲۵ء تک پہونچا۔ یعنی اس کی عمر سات سال ہو گئی۔ تو وہ اسکے بعد رلیا رام صاحب سماجی کا فرزند نہ رہا۔ بقول پنڈت لیکھرام یہ رشتہ منقطع ہو گیا۔ کیونکہ سات سال کے بعد وہ پرمانو ہی نہ رہے۔ جو وہ (موہن) اپنی والدہ کے بطن سے لیکر پیدا ہوا تھا۔ پس سات سال کے بعد نہ موہن بیٹا رہا نہ رلیا رام صاحب باپ۔ اسی طرح شریمتی درگا دیوی کا (ویدک ریتی سے) وواہ سماج مندر میں مہاشہ دہن پرشاد سے مورخہ ۷ جولائی ۱۹۱۹ء کو ہوا۔ اور دونوں برہمچاری گرہستی بن گئے۔ اسکے بعد جب ۷ سال گذرے۔ تو کیا بموجب فرمان واجب الاذعان اسکے وہ دونوں استری پرش جائز طور پر میاں بیوی کہلانے

کے حقدار سمجھے جائینگے؟ اس کا یہی جواب ملیگا کہ ہرگز نہیں۔ کیونکہ سات سال کے بعد ان کا وہ جسم ہی بدل گیا ہے۔ اب جبکہ وہ جسم ہی نہ رہا۔ تو میاں بیوی کا رشتہ کیسے قائم رہ سکتا ہے کیونکہ پنڈت صاحب موصوف فرماگئے ہیں۔ کہ سات سال کے بعد سب پرمانو بدل جاتے ہیں۔ اور جب وہ جسم ہی نہ رہا۔ تو وہ سلسلہ ہی ٹوٹ گیا۔ ہاں سماجی بھائیو! اس مشکل اور پیچیدہ عقدہ کا حل کر کے دکھلاؤ۔

اس طرح کے دو توام بھائی بہن ایک والدہ کے بطن سے پیدا ہوئے۔ اور سات سات سال دونوں ہو گئے۔ تو بتلاؤ عرصہ سات سال کے بعد ان دونوں کی باہمی شادی بروئے اصول سماج ہو سکتی ہے یا نہیں۔ "نہیں" تو کہہ نہیں سکتے۔ کیونکہ سات سال کے بعد ان کا وہ جسم ہی نہ رہا۔ جو اپنی ماں کے بطن سے لیکر آئے تھے۔ اور اگر "ہاں" میں جواب دیں تو وہ اعتراض جو حضرت خلیفہ اول رضؓ نے تناسخ کے ابطال میں فرمایا ہے۔ اور بھی قوی و مضبوط ہو گیا۔ یعنی تناسخ کی رُو سے انہوں نے بتلایا تھا کہ اس جنم میں جو بیٹی اور باپ ہے۔ وہ دوسرے جنم میں میاں بیوی بن جائینگے۔ جس سے سوشل تعلقات پر نہایت مہیب اثرات وارد ہونگے۔ مگر اس جواب کو غلط ثابت کرنے کے لئے یا اس کی زد سے بچنے کے لئے پنڈت صاحب نے یہ طریق اختیار کیا کہ رشتہ رُوحوں میں نہیں۔ بلکہ محض جسم کے لحاظ سے ہے۔ مگر اب اس طریق سے اور بھی آپ پر مشکل آپڑی۔ اب ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس بحث کو پڑھتے ہوئے آپ ضرور اس شعر کا ورد کرتے ہوئے پائے جائینگے کہ؎

ایک آفت سے تو مر مر کے ہوا تھا جینا ✻ پڑ گئی اور یہ کیسی میرے اللہ نئی

پس اگر پنڈت لیکھرام جی کا جواب غلط کہو۔ تو بموجب اعتراض مولوی صاحب تناسخ باطل ثابت ہوا

پنڈت لیکھرام کلیات صنہ ۵۲ کالم ۲ پر رقمطراز ہیں:۔

"یہ انادی کال (ازلی زمانہ) سے اننت کال (ابد تک) اور ہر وقت تمام پرمانو و رُوح پرمیشور کے آسرے اور ماتحت ہیں کبھی باہر نہیں۔"

یہاں رُوح اور مادہ کو خدا تعالیٰ کے سہارے سے ٹھہرے ہوئے تسلیم کیا گیا ہے۔ جبکی رُو سے نہ مادہ اور نہ رُوح کوئی بھی ازلی و ابدی غیر مخلوق نہیں رہ سکتے۔ کیونکہ واجب الوجود کی تعریف

یہ ہے کہ وہ اپنے آپ میں خود قائم و دائم کسی دوسرے کا محتاج نہ ہو۔ یہ اسلئے کہ اگر وہ کسی دوسری ہستی کے سہارے سے قائم ہوگا۔ تو بجائے واجب الوجود ہونے کے ممکن الوجود ٹھہریگا پس اس لحاظ سے رُوح اور مادہ واجب الوجود نہ رہے۔ بلکہ ممکن الوجود ثابت ہوئے کیونکہ یہ ہر دو پرمیشور کے "سہارے" قائم ہیں۔ پس جب ممکن الوجود ہونا ان کا پایہ ثبوت کو پنڈت لیکھرام کے ہی فرمان کے ماتحت پہونچ گیا تو حادث ہوئے نہ کہ ازلی۔ اور آریہ سماج کا خام دعویٰ کہ روح مادہ پرمیشور کی طرح ازلی وابدی ہیں۔ غت ربُود ہو گیا۔

اِس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

ہمارا بھی ارادہ ہو گیا ہے کہ آریہ سماج کے شہید کی یادگار ہر سال ۶ مارچ کو منایا کریں پس اس مضمون کو اسی جگہ ختم کرنے کے بعد باقی کو آیندہ سال پر چھوڑتے ہوئے اپنے سماجی دوستوں سے یہ پیار بھرا کرتے ہیں کہ وہ اپنے دل کو پیدائشی ونسلی قومی ومذہبی تعصب سے صاف کر کے اس ہدیہ احقر کو شرف قبولیت بخشینگے ۔

(فضل حسین احمدی مہاجر قادیان)

خاکسار اکمل کا نیاز نامہ

جناب مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے۔ ایل ایل بی کی بارگاہ مُعلّیٰ میں

جناب مولوی صاحب مکرم معظم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ مَیں نہایت ادب و اخلاص کے ساتھ یہ عریضہ نیاز خدمت والا میں گذرانےنے کی عزت حاصل کرتا ہوں۔ اور اُمیدوار ہوں کہ اس کا جواب عنایت کیا جائیگا۔ مَیں اس خدائے واحد شاہد کی قسم کھا کر آپ کو یقین دلاتا ہوں۔ جس کی نگاہ جذر قلب تک پہنچتی ہے کہ مَیں حقیقی تڑپ اور سچی خواہش رکھتا ہوں کہ حق ظاہر ہو۔

۲۸۔ نومبر کے الحکم میں ایک کھلی چٹھی میں نے مولوی عبدالرحمٰن صاحب میڈیکل سپرنٹنڈنٹ شملہ کی خدمت میں لکھی تھی۔ اس میں دو حوالے میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیش کو

تھے۔ جن کا نتیجہ میرے نزدیک سوا اس کے اور کچھ نہیں ہو سکتا کہ آپؑ کو نبی مانا جائے ایسا نبی جو باعتبار نفس نبوت انبیاء سابقین کے زمرے میں شامل ہے۔

ایک حوالہ تو حقیقۃ الوحی کا تھا۔ جو صفحہ ۱۴۹ سے نقل کیا تھا۔

"اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا۔ تو میں اسکو جزئی فضیلت قرار دیتا تھا۔ مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی۔ اسنے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا۔

یہ جزئی فضیلت قرار دینے کا زمانہ کب تک ہے۔ اس کا جواب تریاق القلوب کے صفحہ ۱۵ پر ہے جہاں آپ فرماتے ہیں:۔

"گو آدم صفی اللہ کے لئے کئی بروزات تھے۔ جنمیں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی تھے لیکن یہ آخری بروز اکمل اور اتم ہے۔ اس جگہ کسی کو یہ وہم نہ گذرے کہ اس تقریر میں اپنے نفس کو حضرت مسیح پر فضیلت دی ہے۔ کیونکہ یہ ایک جزئی فضیلت ہے جو غیر نبی کو نبی پر ہو سکتی ہے"

اور اسی عبارت کو پیش کرکے ایک شخص نے آپ سے سوال کیا ہے کہ پہلے تو آپ جزئی فضیلت بتاتے تھے۔ اور اب آپ ریویو جلد ۱ نمبر ۶ صفحہ ۲۵۷ پر لکھتے ہیں کہ "خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا۔ جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے" تو اس کا جواب حضرت اقدس نے وہ دیا۔ جو میں نے اوپر نقل کیا۔ گویا تبدیلی عقیدہ دربارہ مسئلہ فضیلت تریاق القلوب کی تصنیف کے بعد ہوئی۔ میرا استدلال یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود مسیح ابن مریم (علیہ السلام) سے افضل ہونے کے مدعی ہیں۔ اور حضرت اقدس کا اور جمہور اہل اسلام کا اور خود آپؑ کا مذہب ہے۔ کہ غیر نبی۔ کو نبی پر فضیلت نہیں ہو سکتی۔ پس اگر مسیح موعود۔ اپنے اس دعویٰ میں (کہ میں مسیح ابن مریم سے افضل ہوں) سچے ہیں۔ اور میرا ایمان ہے کہ سچے ہیں۔ تو لامحالہ ماننا پڑیگا۔ کہ آپ نبی تھے۔

اس استدلال پر جو جرح کی جاتی ہے۔ وہ مندرجہ ذیل ہے:۔

(۱) حضرت نے فضیلت کلی کا دعویٰ نہیں فرمایا۔

(ب) صرف کارناموں کی وجہ سے اپنے آپ کو افضل لکھا۔

(ج) غیور ہی خدا بسرش کرد ہمسرم۔ تو ابتدا میں بھی فرما چکے ہیں۔ جب اپنے آپ کو "غیر نبی" سمجھتے

(د) "اپنی تمام شان میں بڑھ کر ہے" کے بعد پھر فرمایا کہ مجھے مسیح بن مریم پر جزئی فضیلت ہے

(ھ) "اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح بن مریم سے کیا نسبت ہے"۔ یہاں اوائل سے مراد وہ زمانہ ہے۔ جب آپ نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ نہ کیا تھا۔

اِن عذرات کا جواب عرض کرتا ہوں :۔

(ا) فضیلت کلی کے دعویٰ کے لئے اگر کلی کا لفظ ضروری ہے تو آپ مہربانی فرما کر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے یہ لفظ دکھائیے۔ جن کے متعلق میں اور آپ افضل الانبیاء ہونے کا دعویٰ رکھتے ہیں (۲) "اپنی تمام میں شان میں بڑھ کر ہے" یہ تمام شان کیا کلی کا مترادف نہیں ضرور ہے۔ (۳) حضرت اقدس حقیقۃ الوحی میں فرماتے ہیں۔ اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا۔ تو میں اُس کو جزئی فضیلت قرار دیتا تھا۔ مگر بعد میں ...... اُسنے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا۔ یہ عبارت کسی منصف کے سامنے پیش کیجئے۔ وہ کیا فیصلہ دیتا ہے۔ کیا اس سے صاف ظاہر نہیں کہ اب آپ اس تحریر کے لکھنے کے وقت (کم از کم) "فضیلت" کو "جزئی فضیلت" نہیں قرار دیتے ہیں۔ بلکہ کلی فضیلت" سمجھتے ہیں :

(ب) کارناموں کی وجہ سے فضیلت ہے۔ اسلئے یہ فضیلت جزوی ہے، یہ آپکی زبردستی ہے۔ آپ اپنی تصنیف حقیقۃ المسیح میں خود یہی وجہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے افضل الانبیاء ہونے کی لکھ چکے ہیں۔ ملاحظہ ہو :۔

"اگر مقابلہ ہی کرنا ہو تو مقابلہ ہمیشہ کام سے ہوا کرتا ہے۔ کسی شخص نے دنیا میں ایسا کام کیا۔ جو دوسرا نہیں کر سکا۔ (صفحہ ۴ حقیقۃ المسیح)

پھر کارناموں کے علاوہ اور باتیں بھی وجوہ فضیلت میں لکھی ہیں۔ اسی حقیقۃ الوحی میں فرماتے ہیں :۔

ا۔ میں نے نمونہ کے طور پر بعض عبارتیں خدا تعالیٰ کی وحی کی اس رسالہ میں لکھی ہیں

ان سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ مسیح ابن مریم کے مقابل پر خدا تعالیٰ میری نسبت کیا فرماتا ہے (صفحہ ۱۵۰)

(۲) مجھے وہ قوتیں اور طاقتیں بھی دیگئی ہیں۔ جو اس بوجھ کے اٹھانے کے لیے ضروری تھیں۔ اور وہ معارف اور نشان بھی دیئے گئے۔ جن کا دیا جانا اتمام حجت کیلئے مناسب وقت تہا۔ مگر ضروری نہ تہا کہ حضرت عیسیٰ کو وہ معارف اور نشان دئے جاتی۔ (صفحہ ۱۵۱)

(۳) حضرت مسیح علیہ السلام کو وہ فطرتی طاقتیں نہیں دیگئیں۔ جو مجھے دیگئیں (صفحہ ۱۵۳)

(۴) آنیوالا مسیح جو آخری زمانہ میں آئیگا۔ اپنے جلال اور قوی نشانوں کے لحاظ سے پہلی مسیح یا پہلی آمد سے افضل ہو۔ (صفحہ ۱۵۵) (۵) میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس کا فضل اس مسیح سے مجھ پر زیادہ ہے۔ جو مجھ سے پہلے گذر چکا ہے۔ میرے آئینہ میں اس کا چہرہ زیادہ وسیع طور پر منعکس ہوا۔ جو اس کے آئینہ میں ہوا تہا (خط بنام ڈوئی)

اب فرمائیے یہ فضیلت جزوی کیونکر ہوسکتی ہے۔ آپ کلی فضیلت کے لئے کس کس بات میں فضیلت چاہتے ہیں۔ بیان فرمائیں تا میں وہی باتیں جو مسیح ابن مریم میں آپکے خیال کے رو سے تھیں۔ مسیح موعود میں دکھا دوں۔

(ج) غیوری بھی خدا بسرشن گردد ہمسرم۔ میں تو ہمسری کا دعوے ہے۔ مگر تریاق القلوب کا جو حوالہ آپنے نقل کیا۔ اس میں اکمل اور اتم کا لفظ ہے۔ باایں‌ہمہ آپ اسی صفحہ اسی سطر سے دوسری سطر میں فرماتے ہیں کہ یہ جزوی فضیلت ہے۔ جو غیرنبی کو نبی پر ہوسکتی ہے۔ پس جب اس قول کا قائل اپنی عبارت کے ایک معنی قرار دیتا ہے۔ تو ہمیں حق نہیں کوئی اور معنی کریں۔ اور ہم اس کے بعد کی ایسی عبارتوں کے بھی یہ معنی لے سکتے تھے۔ لیکن آپنے فرمادیا کہ اب خدا نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا۔ پس یہ جرح بھی باطل ہوئی۔

(د) "تمام شان میں بڑھ کر" کا دعوے کرنے کے بعد[1] جزئی فضیلت کا لفظ جہاں آپنے لکھا۔ وہ ریویو جلد اول نمبر ۵ بابت جون ۱۹۰۲ء میں ہے۔ اوّل تو اسبات کا ثبوت درکار ہو کہ یہ تحریر اس پہلی تحریر (تمام شان میں بڑھ کر) سے بعد کی ہے۔ محض بعد میں چھپنے سے بعدیت ثابت نہیں ہوتی۔ دوم۔ عبارت یوں ہے:۔

[1] یہ "بعد" کا لفظ میں نے اسلئے لکھا ہے کہ "تمام شان میں بڑھ کر" دافع البلاء میں ہو۔ جو اپریل ۱۹۰۲ء کو شائع ہوا۔ گو ریویو جون ۱۹۰۲ء میں نقل ہوا۔

"اور جس طرح مثیل موسیٰ بہت سی باتوں میں موسیٰ سے بڑھ کر ہے۔ ایسا ہی مثیل عیسیٰ بھی بہت سی باتوں میں عیسیٰ سے بڑھ کر ہے۔ اور یہ جزئی فضیلت ہے جس کو خدا چاہتا ہے دیتا ہے"

اس میں جیسے مثیل موسیٰ (محمد مصطفےٰ) کی موسیٰ پر بہت سی باتوں میں فضیلت بتائی ہے۔ اسی طرح مثیل عیسیٰ (مسیح موعود) کی فضیلت بہت سی باتوں میں ابن مریم پر بتائی ہے۔ پس جیسی نبی کریم ص کی فضیلت موسیٰ پر مانی جاتی ہے۔ ایسے ہی مسیح موعود کی فضیلت مسیح ناصری پر ماننی پڑیگی۔

(۲) اس خصوص میں ایک حوالہ خطبہ الہامیہ کا بھی دیا جاتا ہے جو یہ ہے:۔

"جعل ھذا الفتح علےٰ ید المسیح المحمدی لیری الناس انہ اکمل من المسیح الاسرائیلی فی بعض شیونہ"

سو واضح ہو کہ اسی تحریر کے اخیر پر جو اسی صفحے پر دو تین سطروں کے بعد ختم ہوتی ہے۔ لکھا ہے "الراقم میرزا غلام احمد متمقام القادیان الفنجاب لخمس وعشرین من اغسطس ۱۹۰۱ء" اور تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے" یہ عبارت ریویو جلد اول نمبر ۶ صفحہ ۲۵۷ پر ہے۔ جو ماہ جون ۱۹۰۲ء کا مطبوعہ ہے۔ پس اسکے معارض نہیں ہو سکتی۔ اور پھر حقیقۃ الوحی ۱۹۰۷ء میں چھپی ہے اور یہ امر اپنے محل پر بدلائل قویہ ثابت کیا جا چکا ہے کہ تریاق القلوب کا ٹائٹل صرف ۱۹۰۲ء میں چھپا اور باقی وہ جنوری ۱۹۰۰ء میں چھپ چکی تھی۔

(ھ) اوائل سے مراد آپ مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرنے سے پہلے کا زمانہ لیں۔ مگر اس زمانہ کا اختتام تریاق القلوب کے زمانہ تصنیف سے پہلے آپ نہیں کر سکتے۔ کیونکہ اس میں صاف یہ اقرار موجود ہے کہ میری فضیلت مسیح بن مریم پر جزئی ہے۔ پھر اسی عبارت "تریاق القلوب" کو سامنے رکھ کر حضور نے سائل کو جواب دینا شروع کیا۔ پس یہ کہنا کہ صرف سرسری طور پر جواب دیا گیا ہے۔ نہایت بعید از انصاف ہے۔ اگر یہ حوالہ سامنے نہ ہوتا تو بھی یہ نہ کہہ سکتے تھے چہ جائیکہ حوالہ موجود ہو ؟

یہاں تک تو میں نے اس کوشش ناکام کا ذکر کیا۔ جو مسیح موعود کا منشاء بدلنے کے بارہ میں ہے

اب مَیں وہ جوابات پیش کرتا ہوں۔ جو "فضیلت کلی" تا ان کہ آپکے گروہ کی طرف سے دی جاتی ہیں

(۱) حضرت مسیح موعود کی فضیلت مسیح بن مریم پر باعتبار محمدؐ و احمدؐ ہونے کے ہے یعنی فنافی الرسول کی حیثیت میں ؛

(۲) "حضرت نے تحفہ گولڑویہ میں حضرت ابوبکر کو یوشع بن نون سے کروڑ درجہ بڑھ کر افضل بتایا ہے" (نقل مطابق اصل پیغام ۲ر فروری ۱۹۱۶ء) اس میں یہ دکھایا ہے کہ اگر ابوبکر غیر نبی ہوکر یوشع نبی سے افضل ہو سکتا ہے۔ تو مرزا صاحب بھی باوجود غیر نبی کے ایک نبی سے افضل ہو سکتے ہیں ؛

(۳) چشمۂ معرفت ص۲۹۹ پر ہزاروں بزرگ جو اُمت محمدیہ میں ہوئے۔ اور مسیح سے افضل۔ اگر انسان فضیلت سے نبی بنتا ہے۔ تو وہ نبی کیوں نہیں (پیغام ۲۔ فروری ۱۹۱۶ء)

(۱) پہلا جواب تو جناب سیٹھ اسمٰعیل آدم صاحب نے دیا ہے اس کے متعلق میری یہ گذارش ہے کہ آپ حقیقۃ الوحی کو صفحہ ۱۴۹ تا ۱۵۵ ملاحظہ فرمائیں۔ اور ایمان سے بتائیں۔ کہ مسیح موعود جو اپنے نفس کو مسیح بن مریم پر فضیلت دے رہے ہیں تو باعتبار محمدؐ و احمدؐ ہونے کے۔ یا مسیح موعود ہونے کے؟ آپ تو اس امت کا مسیح ہونے کے اعتبار سے اپنے آپکو مسیح بن مریم سے افضل فرما رہے ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے :۔

(۱) مسیح بن مریم کے نام سے خاص طور پر مجھے مخصوص کر کے وہ میرے پر رحمت اور عنایت کی گئی۔ جو اس پر نہیں کی گئی۔ (حقیقۃ الوحی ص۱۵۴)

(۲) "اسلام نے بھی آخری مسیح کا نام حَکَم رکھا ہے × × × × × خدا نے اور اسکے رسول نے اور تمام نبیوں نے آخری زمانے کے مسیح کو اس کے کارناموں کی وجہ سے افضل قرار دیا ہے۔" (ص۱۵۵)

دوم یہ کہ محمد و احمد کا نام تو اور اولیاء اُمت پر بھی بولا گیا۔ مگر بروز کامل اور کلی طور پر محمد و احمد ایک ہی ہوا ہے۔ پس وہی باعتبار کامل محمد و احمدؐ ہونے کے مسیح پر افضل ہو سکتا ہے۔ اور وہی نبی بھی۔ غلطی کا ازالہ ملاحظہ ہو :۔

"وہ (مسیح موعود) فرزندوں کی طرح اس کا وارث ہوگا۔ اس کے نام کا وارث اسکے

خلق کا وارث اسکے علم کا وارث۔ اس کی روحانیت کا وارث۔ اور ہر ایک پہلو سے اپنے اندر اسکی تصویر دکھلائیگا۔ اور وہ اپنی طرف سے نہیں بلکہ سب کچھ اس سے لیگا۔ اور اسمیں فنا ہو کر اس کے چہرے کو دکھلائیگا۔ پس جیسا کہ ظلی طور پر اس کا نام لیگا۔ اس کا خلق لیگا اس کا علم لیگا۔ ایسا ہی اس کا نبی لقب بھی لیگا۔ کیونکہ بروزی تصویر پوری نہیں ہو سکتی۔ جب تک کہ یہ تصویر ہر ایک پہلو سے اپنے اصل کے کمال اپنے اندر نہ رکھتی ہو۔ پس چونکہ نبوت بھی نبی میں ایک کمال ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ تصویر بروزی میں وہ کمال بھی نمودار ہو۔

اس حوالہ نے کیا ثابت کیا؟ یہی کہ جیسے آپ باعتبار بروز کامل ہونے کے محمدؐ و احمدؐ کہینگے اسے لامحالہ نبی بھی مانینگے۔ اب میں یہ دکھاتا ہوں کہ محمدؐ و احمدؐ بروز کامل ایک ہی ہوا۔

(پہلا حوالہ) ایک بروز محمدی جمیع کمالات محمدیہ کے ساتھ آخری زمانہ کے لئے مقدر تھا۔ سو وہ ظاہر ہو گیا۔ (ایک غلطی کا ازالہ)

(۲) وآخرین منھم × × × × بہر حال یہ آیت آخری زمانہ میں ایک نبی کے ظاہر ہونے کی نسبت ایک پیشگوئی ہے۔ ورنہ کوئی وجہ نہیں کہ ایسے لوگوں کا نام اصحاب رسول اللہ رکھا جائے۔ (تتمہ حقیقۃ الوحی ص۶۷)

(۳) اس لئے خدا تعالیٰ کی مصلحت نے ان بزرگوں کو اس نعمت کو پورے طور پر پانے سے روک دیا تا جیسا کہ احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ ایسا شخص ایک ہی ہو گا۔ وہ پیشگوئی پوری ہو جائے۔ (حقیقۃ الوحی ص۳۹۱)

ایسے اور حوالے بھی بہت ہیں کہ ایک ہی شخص جامع جمیع کمالات محمدیہ اُمت میں ہو گا۔ اور وہ نبی بھی ہو گا۔ پس اگر فضیلت باعتبار محمدؐ و احمدؐ ہونے کے ہے۔ تو ساتھ ہی نبی بھی ماننا پڑیگا اور یہی میں کہہ رہا ہوں کہ یہ فضیلت مسیح بن مریم پر باعتبار نبی ہونے کے ہے۔ آئینہ کمالات اسلام میں جو لکھا ہے کہ بعد ہا ظلی طور پر محمد و احمد ہو گئے۔ یہ عبارت حضور کی نظر بہ حوالہ ہائے مندرجہ بالا یہ معنے رکھتی ہے کہ انہیں محمدؐ و احمدؐ بہ ادنیٰ ملابست و مشابہت کہا گیا نہ باعتبار مشابہت کاملہ و مماثلت تامہ۔ دیکھو پہلی رات کا چاند بھی چاند ہی کہلاتا ہے۔ اور چھٹی کا چاند بھی چاند۔ اور چودہویں کا چاند بھی

چاند۔ لیکن آفتاب کی پوری تصویر چودھویں کے چاند ہی میں اُتریگی۔ اسی طرح اولیاء اُمت نے اپنی اپنی استعداد کے مطابق محمدی نور کو اپنے آئینہ ظلیت میں منعکس کیا۔ لیکن پورا انعکاس نبوت مسیح موعود کے آئینہ قلب پر ہُوا۔

(۲) دوسرا حوالہ کہ حضرت مسیح موعودؑ نے ابوبکرؓ کو یوشع نبی سے کروڑ درجہ بڑھ کر مانا ہے تحفہ گولڑویہ میں دکھایئے۔

(۳) تیسرا حوالہ۔ چشمہ معرفت صفحہ ۲۹۶ پر ہزاروں بزرگ جو اُمت محمدیہ میں ہوئے۔ اور مسیح سے افضل۔ یہ بھی دکھایا جائے + جناب مولوی صاحب! آپکی خدمت میں یہ عریضہ نیاز لکھنے کی تحریک ہی مجھے پیغام صلح میں ان دو باتوں کا حوالہ پڑھ کر ہوئی کہ میں نہایت ادب کے ساتھ جناب والا کو اپنے ہادی و منجی حضرت اقدس مسیح موعود کی صحبت کا واسطہ دیکر پوچھوں کہ آپ خدا کے لئے اپنے اور اپنے رفقاء کا یہ طرز عمل دیکھیں۔ کیا مذہب جھوٹ اور فریب سکھاتا ہے۔ کیا ہم نے احمدیت کو اس لئے اختیار کیا کہ دن دہاڑے لوگوں کی آنکھوں میں خاک جھونکیں۔ اور ہماری بیباکی یہاں تک بڑھ جائے کہ واقف کاروں کے سامنے کتاب کا نام ہی لے دیں۔ بلکہ صفحہ تک بتا دیں اور وہ عبارت اس میں نہ ہو جس کا حوالہ دیا گیا ہے۔

پہلا مطالبہ سب سے پہلے میں نے جناب کو اس طرف متوجہ کیا۔ اور کوئی پانچ چھ بار خدا کے واسطے دے دے کر پوچھا کہ یہ فقرہ جو آپ نے پیغام صلح ۷ ستمبر ۱۹۱۶ء میں حضرت اقدس کی طرف منسوب کیا۔ ”جبکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم شکم آمنہ عفیفہ میں تھے۔ تب فرشتے نے ظاہر ہو کر کہا کہ لے آمنہ تو بیٹا جنیگی۔ اس کا نام احمد رکھنا × × × میاں صاحب غور کیجئے کس کی بنائی ہوئی بات ہے۔ مسیح موعود کی“ یہ عبارت مسیح موعود کی کس کتاب یا اشتہار میں ہے تو آپنے مجھے جواب سے سرفراز نہ فرمایا۔ پھر آپکے بزرگ اور رشتہ کے لحاظ سے بجائے باپ

دوسرا مطالبہ مکرم معظم ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے ۱۴۔ جولائی ۱۹۱۴ء کے پیغام میں لکھا ہے۔

”خود مسیح موعود بھی یہی فرماتے ہیں کہ کیا کوئی عقل تجویز کر سکتی ہے کہ اسلام کے لئے یہ مصیبت کا دن دیکھنا باقی ہے کہ آنحضرتؐ کے بعد کوئی ایک نبی بھی ہو گا۔“

مولوی صاحب! آپنے حضرت میاں صاحب کو کتب مسیح موعود سے ناواقف قرار دیا۔ اور حال یہ ہے کہ آپکے پیغام ۲۶ فروری ۱۹۱۶ء میں مسیح موعود ... کی آزمائش انبیاء کی آزمائش کی طرح کرنا ایک قسم کی ناسمجھی ہے۔ ... اس عبارت کو تقریر اور تقریر بھی ۱۹۰۳ء کی قرار دیا ہے حالانکہ یہ تحریر ... ایک مکتوب ۴ دسمبر ۱۸۹۳ء سے لیگئی ہے جو آئینہ کمالات اسلام میں چھپ چکا ہے کسقدر شرم کی بات ہے۔

اس کا حوالہ بھی میں نے پوچھا۔ مگر ندائے برنخواست۔ پھر ان بزرگوں کو دیکھ کر جناب کے دوسرے رفقاء نے جو کچھ کیا۔ اس کی فہرست تو بہت طویل ہے۔ اور جناب حکیم محمد حسین صاحب کا نام نامی اس عام فہرست میں لانا ان کے حق میں لائبل ہے۔ صرف دو نام لیتا ہوں۔ جناب صادق علی صاحب پٹیالہ جو اپنے نام کی رعایت سے نہایت احتیاط سے حوالہ دیتے ہیں۔ مثال کے طور پر عرض کرتا ہوں۔ ارشاد ہوتا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح مرزا محمود احمد صاحب نے لکھا۔

"میں خود مرزا صاحب کو نبی کہنا پسند نہیں کرتا۔ ہاں اسوقت مصلحتاً ایسا کہنا ضروری سمجھتا ہوں" (پیغام ۲۷ / اکتوبر ۱۹۱۸ء)

تیسرا مطالبہ

لیکن مہربانی فرما کر صادق صاحب پٹیالوی حضرت خلیفۃ المسیح کی اس عبارت کا صحیح حوالہ مجھے دکھائیں گے۔ اور اپنے نام کی لاج رکھیں گے۔ جس عبارت کے نیچے مفہوم بالفاظ راقم لکھا ہو۔ اس کے الفاظ میں فرق ہو۔ مگر معنے نہیں بدلا کرتے۔ پھر دیکھو

چوتھا مطالبہ

جناب مولوی محمد یمین صاحب داتوی نے ۱۲/ نومبر ۱۹۱۸ء کے پیغام میں لکھا کہ میاں صاحب نے حسن نظامی کے مقابلہ میں

"گھبرا کر کانوں پر ہاتھ رکھ کر یہ کہدیا کہ میں کسی امر کا مدعی نہیں ہوں"

حالانکہ اصل عبارت الفضل جلد ۵ نمبر ۹۴ میں یوں ہے:۔

"میں تو حضرت مسیح موعود کا خلیفہ ہونے کے سوا کسی امر کا مدعی نہیں"

اسی طرح پانچویں سواروں میں یہ آپ کا شملوی سکرٹری انجمن احمدیہ عبدالحق نام ہے۔ ایک حوالہ تحفہ گولڑویہ کا دیا ہے۔ میں اسپر کچھ عرض کروں گا۔ جب وہ بتائیں گے۔ کہ کس صفحہ پر لکھا ہے ہاں چشمہ معرفت صفحہ ۲۲۹ کا جو حوالہ دیا ہے۔ وہ آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ کتاب کھول کر دیکھیں۔ اور اپنے رفیق کی صداقت کی داد دیں۔ عبدالحق صاحب لکھتے ہیں کہ وہاں یہ لکھا ہے ہزاروں بزرگ جو اُمت محمدیہ میں ہوئے اور مسیح سے افضل۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ وہاں صہ ۲۹۹ پر یہ عبارت ہے:۔

"اگر چاہے تو ایک دم میں ہزار مسیح ابن مریم بلکہ اس سے بہتر پیدا کر دے۔ چنانچہ اس نے ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو پیدا کر کے ایسا ہی کیا"

اس شخص کو اپنی امارت پر خوش نہ ہونا چاہیئے۔ جس کی حمایت کا دم بھرنے والے ایسے لوگ ہوں۔ جو مذہب میں اسقدر صریح زور و دغا کو علی طور پر روا رکھتے ہوں۔ مجھے افسوس ہے۔ کہ میں اپنے دلی کو اس مضمون میں جناب کے ادب کی وجہ سے ظاہر نہیں کر سکا۔ ورنہ مجھے سخت دکھ پہنچا ہے کہ احمدی کہلانے والے اپنا یہ طریق رکھیں کہ وہ کسی اہم مسئلہ کا تصفیہ کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود کی طرف وہ بات منسوب کریں۔ جسکے آپ قائل نہیں۔ اور پھر یہ دیدہ دلیری یہاں تک بڑھ جائے۔ کہ کتابوں کے نام لیں صفحات کے حوالے دیں۔ حالانکہ ان میں اسکے خلاف لکھا ہو۔ جو پیش کرتے ہیں:۔

یہ تو فضیلت کے بارے میں میں نے عرض کیا۔ دوسرا حوالہ جو مینے پیش کیا تھا۔ وہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱ کا تھا۔

"نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں"

میرا استدلال یہ تھا کہ نبی کے کچھ بھی آپ معنی لیں۔ مگر جن معنوں میں آپ مسیح موعود کے لئے یہ لفظ استعمال کرینگے۔ ان معنوں میں دوسرے علماء امت میں سے کسی کے لئے یہ لفظ نہیں لے سکتے۔ کیونکہ خدا کے مسیح نے صاف فرما دیا کہ دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں پس جب وہ مستحق نہیں تو آپ کس طرح ان کو نبی کہہ سکتے ہیں۔ البتہ مسیح موعود اس نام کا مستحق ہے۔ جیساکہ اسی صفحہ پر حقیقۃ الوحی کے حوالے سے اور پھر تذکرۃ الشہادتین سے ثابت ہے۔

"مسیح موعود کی نبوت ظلی طور پر ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا بروز کامل ہونے کی وجہ سے نفس نبی سے مستفیض ہو کر نبی کہلانے کا مستحق ہو گیا ہے" (ص۴۳)

پس کیا وجہ ہے کہ آپنے اس لفظ کا استعمال حضرت مسیح موعود کے لئے چھوڑ دیا ہے اگر آپ کہیں کہ احتیاط کرتے ہیں تو فرمایئے! خداوند عالم نے اپنے الہامات میں اس خطاب سے اپنے مسیح کو کیوں مخاطب کیا۔ پھر نبی کریم نے نبی اللہ فرمایا (احادیث صحیحہ میں) پھر خود مسیح موعود نے اپنے لئے یہ لفظ کیوں بار بار استعمال کیا۔ اگر آپ فرمائیں کہ اس کی تشریح بھی کر دی۔ میں کہتا ہوں آپ بھی وہی تشریح کر دیا کریں۔ لیکن اس کے ساتھ جو آپ یہ فرماتے ہیں کہ جن معنوں

میں ہم مسیح موعود کو نبی کہتے ہیں۔ ان معنوں میں دوسرے مجددین کو بھی کہہ سکتے ہیں۔ یہ حضرت کے مندرجہ بالا الفاظ کی موجودگی میں۔ کیونکر ہو سکتا ہے۔ جب کہ حضور کا ارشاد ہے کہ دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں؟ اگر نبی کے معنے محدث کے ہیں تو پھر دوسرے مجددین اس نام کے کیوں مستحق نہیں۔ یہ دو باتیں ہیں۔ جو میں آپ کی خدمت میں نہایت ادب سے پیش کر کے ملتجی ہوں کہ آپ اپنے قلم سے ان پر روشنی ڈالیں۔ اور یہ یقین فرمالیں کہ میں آپ کی تمام تحریرات کو نہایت شوق و محنت کے ساتھ پڑھ چکا ہوں۔ اور ان میں مجھے ان کا حل نہیں ملا۔ اور میں ان کو لاجواب اور حضرت مسیح موعود کی نبوت پر دلائل قاطعہ سمجھتا ہوں۔ اگر کسی کو زعم ہے۔ تو اپنا قلم اٹھائے۔ مکرم ڈاکٹر بشارت احمد صاحب جو ذہن رسا رکھتے ہیں۔ اور ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب جو اپنے مذہبی جوش اور صداقت پسند طبیعت کی وجہ سے مشہور ہیں۔ غور فرمائیں۔ ادھر ادھر کی باتوں میں نہ ٹالیں نہ الزامی جوابات کی طرح ڈالیں۔ بلکہ محض احقاق حق کی خاطر لکھیں جو کچھ لکھیں۔ تا اپنے خیال کے مطابق اللہ کے نزدیک تو سرخرو ہو جائینگے۔ واللہ المستعان علی ما تصفون۔ (الکمل ۱۸ فروری ۱۹ء)

یہود بنے تو عیسیٰ بھی آگیا۔

چوں شمارا شد یہود اندر کتاب پاک نام — پس خدا عیسیٰ مرا کرد است از بہر یہود
گر نبودندے شمارا نبودے ہم اثر — از شما شد ہم ظہورم پس زغوغا چہ سود

بنی اسرائیل کی نافرمانیوں کی کوئی انتہا نہیں۔ صرف خدا ہی کی قوت اور زبردست طاقت تھی۔ جس نے ان نافرمانوں کو معقولیت سے سزا دی۔ اور دنیاوی سلطنت کو ان کے ہاتھ سے نکال دیا۔ اس میں ذرا شک نہیں کہ آج کل مسلمانوں کی نافرمانیاں بھی بنی اسرائیل کی نافرمانیوں سے بڑھ گئی ہیں۔ صرف اس لئے ہم پر عذاب نہیں ہوتا کہ ہم کسی پیغمبر کو نہیں جھٹلاتے۔ اور کسی پیغمبر کو ستانا ہماری دسترس سے باہر ہے۔ کونسی ایسی دنیا کی برائی ہے۔ جو ہم میں نہیں" (مشرق ۲ جنوری ۱۹ء)

مندرجہ بالا سطور (جو مسلمانوں کے اخبار مشرق میں ذمہ وار قلم سے لکھی گئی ہیں) میں نہایت صفائی سے مان لیا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق اُمت محمدیہ میں کے اکثر افراد یہود بن چکے۔ بلکہ ان سے بڑھ گئے۔ اس لئے ہم یہ پوچھنے کا حق رکھتے ہیں کہ جب حالت ایسی نازک ہے۔ تو مسیح موعود کس وقت آئیگا۔ دوا کی ضرورت تو بیماری کے وقت ہوتی ہے۔

سوچنا چاہیئے کہ بنی اسرائیل سے دنیاوی سلطنت کس وقت چھینی گئی۔ جب مسیح آ چکا۔ اور وہ اس برگزیدہ کا انکار کر کے مغضوب علیہم ہوئے۔ اسی طرح اب جو بھی نقشہ نظر آرہا ہے۔ تو یہ بھی ماننا پڑیگا کہ وعدے کا رسول خدا کا مسیح نازل ہو چکا۔ جس کا نہایت سختی سے انکار کیا گیا۔ نیز ہم اینجا یہود بد گہر پیدا شدند۔ تا بیا زارند عیسیٰ را چو آں قومے کہ بُود۔ اس کی پاداش میں ضربت علیہم الذلۃ والمسکنۃ کا دن دیکھنا پڑا۔ تعجب ہے کہ ہمارے مکرم ایڈیٹر صاحب مشرق فرماتے ہیں کہ ہم کسی پیغمبر کو نہیں جھٹلاتے۔ جھٹلا تو رہے ہیں۔ بلکہ اس کا نتیجہ بھی پا رہے ہیں۔ کیا **طاعون** عذاب نہیں؟ کیا **قحط** عذاب نہیں کیا **انفلوائنزا** (عالمگیر وبائی نزلہ پر اسرار بخار) عذاب نہیں؟ کیا تمام دنیا کی خونریز **جنگ** عذاب نہیں؟ جو لکھا جاتا ہے۔ کہ ہم پر عذاب نہیں ہوتا۔ پچھلی قوموں میں تو یہی عذاب سمجھے جاتے تھے۔ چنانچہ اس کا ثبوت قرآن مجید سے دیا جا سکتا ہے۔ بنی اسرائیل پر رجز کا آنا لکھا ہے (فارسلنا علیہم رجزًا من السماء بما کانوا یظلمون۔ اور مفسرین نے رجز سے مراد طاعون لیا ہے۔ پھر قحط کو بھی عذاب ٹھہرایا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے۔ ولقد اخذنا اٰل فرعون **بالسنین** ونقص من الثمرات لعلھم یذکرون۔ یعنی فرعونیوں پر قحط مسلط کیا۔ اور پیداوار کی کمی تا وہ نصیحت پکڑیں۔ اسی طرح جنگ بھی عذاب ہے۔ کفار مکہ کو پہلے سنایا گیا کہ تم پر یوم (حسب محاورہ کتب الٰہیہ ایک سال) کے بعد عذاب آتا ہے (ویقولون متی ھذا الوعد ان کنتم صادقین قل لکم **میعاد یوم** السبا ع النصف) چنانچہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مدینہ منورہ جانے پر جنگ شروع ہوگئی۔ اور قرآن مجید میں آیت نازل ہوئی۔ قاتلوھم یعذبھم اللہ بایدیکم ویخزھم

ویشف صدور قوم مؤمنین وینصرکم علیہم (التوبہ ۲۶) لڑو ان سے خدا انہیں اے مسلمانو! تمہارے ہاتھوں سے عذاب دیگا۔ اور رسوا کریگا۔ اسی طرح وبائی نزلہ کا ذکر سورہ الدخان میں ہے۔ فارتقب یوم تاتی السماء بدخان مبین یغشی الناس ھذا عذاب الیم ۔ دخان مبین سے مفسرین نے قحط بھی مراد لیا ہے۔ سو وہ بھی عالمگیر موجود ہے۔ اور اس کی نظیر پہلے نہیں پائی جاتی۔ اور گولہ باری سے جو آسمان دہواں دہار ہو گیا۔ اس سے بھی انکار نہیں ہو سکتا۔ اور حجج الکرامہ صفحہ ۴۵۳ میں اسی دخان مبین کے متعلق لکھا ہے۔ وتعم الارض ویاخذ بانفاس الکفار ویاخذ المؤمن کھیئۃ الزکام وانما یکون قریباً من قیام الساعۃ۔ کہ وہ دخان زمین پر چھا جائیگا۔ اور وہ کفار کی جانوں پر بنا دے گا۔ اور مؤمنوں کو زکام کی صورت پیدا کر دیگا۔ ترجمان القرآن نواب صدیق حسن خان صاحب بھی ملاحظہ ہو۔ پس ایڈیٹر صاحب مشرق غور فرما دیں۔ کہ عذاب ہو رہا ہے۔ اور وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا کے مطابق وہ رسول یعنی مسیح موعود بھی مبعوث ہو چکا ہے۔

بعد ازیں رو تافتن از مقتضائے شقوت است ✻ ورنہ ایں گفتار ما ہر شک و شبہت بر ربود

یہ صحیح ہے کہ دنیا کی کونسی ایسی برائی ہے۔ جو مسلمانوں میں موجود نہیں مگر اب ان کا علاج اسی صادق کے ساتھ وابستگی ہے ورنہ

یہود بن کر خراب ہونگے غم والم سے کباب ہونگے
کہ ہر طرف سے عذاب ہونگے یہ بات ہم بھی بتا چکے ہیں۔

مکالمہ شیعہ و احمدی

(تبرا کا عدم جواز کتب شیعہ سے)

شیعہ: سنی لوگ سب و تبرا و لعنت سے کیوں گھبراتے ہیں خود خدا بھی قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ یلعنہم اللہ و یلعنہم اللاعنون۔

احمدی: دیکھئے خدا فرماتا ہے:۔ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ پ ۲۱ ع ۱۹ یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل میں تمہارے لئے بہتر نمونہ ہے۔ جناب علی علیہ السلام نے بھی فرمایا ہے۔ و قد کان فی رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ کاف لک فی الاسوۃ۔ نہج البلاغۃ مطبوعہ مصر جزو اول صفحہ ۳۱۱ یعنی اے مومن تیرے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا نمونہ کافی ہے۔

سنی کتب سے لعنت کی ممانعت

اب دیکھنا چاہیئے کہ اس خاص مسئلہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا نمونہ کیا تھا۔

عن ابی ھریرۃ رضی قیل یا رسول اللہ ادع علے المشرکین قال انی لم ابعث **لعاناً** و انما بعثت رحمۃ۔ رواہ مسلم فی اخلاقہ۔ مشکوۃ مترجم غزنویہ امرتسر جلد ۲ صفحہ ۲۵ یعنی ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ ان مشرکوں کے حق میں بد دعا کریں تو فرمایا کہ میں خدا کی طرف سے لعنت کرنیوالا مبعوث نہیں ہوا۔ بلکہ میں تو رحمۃ (للعالمین) ہو کر آیا ہوں۔ اللھم صل علی محمد و آل محمد۔

پھر آیا ہے۔ لم یکن رسول اللہ فاحشاً و لا لعاناً و لا سباباً کان یقول عند المعتبۃ مالہ تربت جبینہ۔ رواہ بخاری مشکوۃ مترجم جلد ۲ صفحہ ۲۵۰۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ کسی کو فحش کہتے تھے نہ کسی پر لعنت فرماتے تھے۔ نہ سب کہتے۔ بلکہ معمول آپکا یہ تھا کہ جب کبھی پر عتاب فرماتے تو یہ کہتے کہ کیا ہوا ہے اسکو اس کی پیشانی خاک آلود ہو جائے اور بس۔ ایک شیعہ کہہ سکتا ہے کہ یہ مسلم بخاری کی روایات ہمارے لئے حجت نہیں ہیں۔ ہماری کتب شیعہ

حوالہ دینا چاہیئے۔ یہ درست ہے۔ مگر اعتراض کو مکرر بغور دیکھنا چاہیئے۔ دریافت یہ کیا گیا ہے کہ سُنی کیوں سب و تبرا و لعن سے بُرا مانتے ہیں۔ اس لیے اہل سنت کی کتب معتبرہ سے ثابت کرنا مقدم تھا کہ ایسا کرنا ان کے نزدیک خلاف سنت نبوی ہے۔

شیعہ کتب سے سب و لعن کی ممانعت۔

انشاء اللہ اب لیجیے کتب شیعہ سے بھی اس فعل کی مذمت عرض کرتا ہوں۔ خدا شیعہ صاحبان کو عمل پیرا ہونے کی توفیق بخشے۔ شیعوں کے فخر المحدثین اور شیخ الطائفہ محقق ابن بابویہ کی کتاب میں سب کی مذمت میں ایک خاص باب ہے۔ اس میں ایک حدیث ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تسبّوا السلطان فانہ امین اللہ فی ارضہ ولا تسبّوا الاموات فتوذوا الاحیاء ولا تسبوا الامرات فتوذوا الاحیاء ولا تسبّوا الاموات فانھم قد افضوا الی ما قدموا۔ جامع الاخبار ص ۱۲۵ فی السب۔ یعنے بُرا نہ کہو بادشاہ وقت کو کہ وہ خدا کا امانت دار ہے اسکے ملک میں اور مرے ہوؤں کو بُرا نہ کہو کہ اس سے اپنے دوستوں کو ایذا دو گے۔ اور بُرا نہ کہو مُردوں کو کیونکہ انہوں نے اپنے کیفر کردار کو پالیا ہے یہ حکم ممانعت تو ہُوا عام لوگوں کے سب و لعن و تبرا کے بارہ میں لیکن اہل سنت جو زیادہ گھبراتے ہیں تو اس لئے کہ شیعہ صحابۂ رسول کو خاص کر کے بُرا بھلا کہتے ہیں۔

صحابہ کو بُرا کہنا کتب فریقین میں منع ہے۔

حالانکہ اس بارہ میں کتب فریقین میں بکمال صراحت و وضاحت خاص ممانعت ثابت ہے۔ مثال کے طور پر ملاحظہ ہوں حوالجات ذیل :-

(۱) عن ابی سعید الخدری۔ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لا تسبّوا اصحابی فلو ان احدکم انفق مثل احد ذھبا ما بلغ مُدّ احدھم ولا نصیفہ۔ بخاری مولوی احمد علی صاحب والی ص ۵۱۸ و مسلم نووی ص ۳۱۰۔ یعنے آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ میرے اصحاب کو سب نہ کرو۔ اگر تم لوگوں میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر سونا راہ خدا میں خرچ کردے۔ تو بھی ان کے ایک مُد بلکہ اس کے نصف کے برابر خرچ کے برابر ثواب میں برابر نہیں ہو سکتا۔

(۲) ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ لا تسبوا اصحاب محمد صلے اللہ علیہ وسلم فلمقام احدھم ساعۃ خیر من عمل احدکم عمرہ۔ ابن ماجہ صہ ۲۵۔

یعنے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کو برا نہ کہو۔ ان کی ایک گھڑی کا ثواب تمہاری عمر کے عمل سے بہتر ہے ٭

(۳) شیعوں کے فخر المحدثین ابو جعفر قمی نے ایک حدیث لکھی ہے۔ وقال من سبنی فاقتلوہ ومن سب اصحابی فقد کفر وفی خبر اٰخر ومن سب اصحابی فاجلدوہ۔ جامع الاخبار صہ ۲۵ فی السب۔ یعنی فرمایا آنحضرت نے جو مجھ کو سب کرے اس کو قتل کر دو۔ اور جو میرے احباب کو کرے۔ تحقیق اس نے کفر کیا۔ اور دوسری حدیث میں ہے کہ جو سب کرے اسکے کوڑے لگاؤ۔

(۴) شیعہ جن کو جناب علی علیہ السلام کی سیرت پر چلنے کا دعویٰ ہے۔ ان کو معلوم ہو کہ جب لشکر شام سے آنجناب کا مقابلہ ہو رہا تھا۔ تو بعض جلد باز شیعوں نے اہل شام کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا۔ لیکن آپ کو اپنے جان نثاروں کا یہ فعل ناگوار ہوا۔ چنانچہ آپ نے ان کو منع فرماتے ہوئے ارشاد کیا۔ انی اکرہ ان تکونوا سبابین الخ نہج البلاغۃ حصہ اول مطبوعہ مصر صہ ۴۴۶۔ میں اس امر کو ناپسند رکھتا ہوں کہ تم سب کرنیوالے بنو۔

مذکورہ بالا احادیث سے انشاء اللہ ثابت ہو سکتا ہے۔ کہ سب و لعن کرنا قرآن اور سنت رسول و سیرت جناب علیؓ کے سراسر خلاف ہے۔ اور پھر خاص کر صحابہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں تو منتج کفر و قابل تعزیر ہے۔ چہ جائیکہ موجب ثواب ہو۔

یلعنہم اللاعنون کے کیا معنے

باقی آپ نے جس آیۃ یلعنہم اللہ ویلعنہم اللاعنون سے لعنت کا جواز نکالا ہے۔ اس کا مطلب بھی آپ نہیں سمجھے۔ میں عرض کر دوں کہ جو شخص اپنے اعمال ناسزا سے خدا اور ملائکہ کی لعنت کا مستوجب ہو جاتا ہے۔ اس کی حالت زار کبھی مخفی اور نامعلوم رہ نہیں سکتی۔ بلکہ اس کی خاص علامت خود خداوند کریم نے قرآن میں ہی دوسری جگہ ظاہر فرما دی ہے۔ جیسے کہ فرمایا ومن یلعن اللہ فلن تجد لہ نصیرا۔ پ ۵

یعنے جس پر خدا لعنت کرتا ہے۔ تو اس کا کوئی مددگار نہیں پائے گا۔ اس ارشاد باری کی تصدیق کے لیئے ہمارے پیش نظر یہود مردود کی نظیر موجود ہے۔ جن کی نسبت قرآن مجید کی متعدد آیات میں لعنت کا ذکر آیا ہے۔ اور یہ آیت یلعنہم اللہ ویلعنہم اللاعنون بھی بلحاظ سباق و سیاق اس کے ان ہی کے حق میں وارد ہے۔ دو ہزار برس کی گذشتہ تاریخ شاہد ہے کہ خدائی لعنت ان پر برابر برس رہی ہے۔ اور دنیا کی بے شمار قوموں میں سے کسی نے کبھی ان کی نصرت وحمایت پر آمادگی نہیں دکھلائی۔ اس سے ثابت ہو گیا کہ واقعی یہ قوم خدا کے نزدیک بھی ملعون ہے۔ یہ تو خدا کی لعنت اور اس کی علامت کا بیان ہے۔ باقی رہا لاعنون۔ سو اس کے معانی ذوات الارض وھوام الارض یعنے حشرات الارض کے ہیں۔ دیکھو تفسیر صافی زیر آیت مذکورہ و کتاب ابن ماجہ باب العقوبات مطبوعہ دہلی صفحہ ۳۰۔ یعنے ایسے ملعونوں پر زمین کے جانور حشرات الارض بھی لعنت کرتے ہیں۔ واضح ہو کہ خدا کے نبی اور جناب علیؑ کی تو سیرت کا بیان آپنے دیکھ لیا کہ لعنت کرنا ان کی شان سے بعید ہے۔ البتہ حشرات الارض کی سیرت یہ ضرور ثابت ہو گئی ہے۔ اگر شیعوں کو یہ از بس مرغوب ہے۔ تو مبارک رہے بزرگان دین میں تو اس کو کار ثواب کسی نے نہیں جانا مانا۔

شیعہ:۔ تمام صحابہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تبرا اور لعنت کرنے کے تو شیعہ بھی عموماً قائل نہیں۔ لیکن ابوبکر و عمر کے حق میں خاص طور پر ممانعت ثابت کرنا ابھی آپ کے ذمہ ہے۔ اگر یہ بھی ثابت کر دیں تو پھر کیا ہی کہنے ہیں:

احمدی:۔ جس قدر مینے اعتراض بالا کے جواب میں عرض کر دیا ہے۔ سلیم الفطرت ایماندار کے لئے کافی ہے۔ لیکن چونکہ آپ کو جناب شیخین کے بارہ میں خصوصاً اثبات ممانعت تبرا پر اصرار ہے۔ اسواسطے بفضلہ تعالیٰ میں اسکے ثابت کرنے کے لیئے بھی حاضر ہوں۔ آگے ماننا نہ ماننا آپکے اختیار میں ہے:

ابوبکرؓ و عمرؓ کو سب کتب شیعہ میں بھی منع ہے	(۱) قاضی نور اللہ شوستری مذہب شیعہ کی تعریف میں ارشاد فرماتے ہیں "و مفہوم تشیع آنست کہ در صدر صحیفہ معلوم شد و سب و لعن در او معتبر نیست۔ مبگنجد کہ نام خلفائے ثلث

مطلقاً بر زبان شیعہ جاری نشود و لعن ایشاں واجب نیست۔ اگر جاہلاں شیعہ حکم بوجوب لعن کنند سخن ایشاں معتبر نیست۔ (مجالس المومنین مجلس اول صفحہ ۴۸)
یعنے شیعہ ہونے کا مطلب وہی ہے۔ جو شروع کتاب میں ظاہر کیا گیا (جناب علی علیہ السلام کو افضل الصحابہ وخلیفہ بلافصل ماننا) اور سب و لعنت کرنا اس مذہب میں معتبر نہیں۔ ہو سکتا ہے۔ کہ خلفائے ثلاثہ کا نام بھی شیعہ کی زبان پر آنے نہ پائے۔ اور ان پر لعنت کرنا ضروری نہیں ہے۔ اگر جاہل شیعہ ان پر لعنت کرنے کو واجب قرار دیں۔ تو ان کی بات قابل اعتبار نہیں ہے۔

رفقاء حضرت علی کے نمائندے کا مذہب دربارہ سب شیخین۔

(۲) جناب علی علیہ السلام نے عبداللہ ابن ابی عقب کو خوارج کے پاس اتمام حجت کے لئے بطور ایلچی خاص کے روانہ فرمایا۔ ان کے اور حرقوس رئیس خوارج کے درمیان جو گفتگو ہوئی ہے۔ اس کا ملخص شاہ ایران کے وزیر خاص میرزا محمد تقی جس کو بلحاظ کمال فراست وفضل وتبحر علمی کے لسان الملک کا قابل فخر خطاب شاہی دیا گیا تھا اپنی مایۂ ناز تاریخ میں بیان کیا ہے۔ جسکو ناظرین کی دلچسپی کے لئے اصل فارسی عبارت کے ساتھ مع ترجمہ عرض کرتا ہوں۔ اور جو کہ اس موضوع کی توضیح کے لئے ازبس مفید ہے۔

"ایں وقت حرقوص بسخن آمد و گفت۔ اے پسر ابی عقب من از تو سوالے چند خواہم کرد۔ نہ ازاں جنس کہ ابن وہب کرد با من بگوئے ترا از جملہ اصحاب رض رسول ؐ خدا تولا بکدام جماعت است؟ گفت تولائے من باولیائے خداوند است۔ مانند ابوبکر و عمر و عثمان و علی و عمار یاسر و مقداد اسود و سلمان و ابوذر و صہیب و بلال۔ گفت از کدام جماعت تبرا داری؟ عبداللہ ابن ابی عقب گفت من از ہیچ کس تبرا نجویم و ہمگناں را در شاہراہ شریعت و طریق مستقیم دانم۔ تلک امۃ قد خلت لہا ما کسبت ولکم ما کسبتم۔ گفت چہ گوئی درحق علی ابوطالب؟ گفت چہ گویم درحق کسے کہ در پیش روئے او جناب کنم و در رضائے او ترک جان گویم گفت درحق عثمان و طلحہ و زبیر و معاویہ و عمرو عاص و ابوموسی اشعری و حکمین چہ گوئی؟ گفت عثمان پسر عمہ مصطفی بود۔ و داماد او بود و دختر درحق او جز بنکوئی

سخن نہ کنم۔ اما طلحہ و زبیر حواری رسولؐ خدا بودند۔ و در حق ایشان از امیر المومنین علیہ السلام جز سخن نیکو نہ شنیدم و من ہماں گویم کہ امیر المومنین گوید۔ اما معویہ و حکمین کار بر آں تقریر یافت کہ بروفق کتاب خدائے حکمے براندند و ما خدیعت عمرو بن العاص را بچیزے نہ شمردیم بداں سریم کہ بودیم از پائے نہ خواہیم نشست۔ و از معویہ و اہل شام دست باز نخواہیم داشت بجانب شام کوچ میدہیم و رزم مے زنیم۔ حرقوس گفت تاکنوں نیکو سخن کردی۔ و اکنوں بدیں کلمات بر خون خویش فتوائے ہمیدہی۔ و قتل خویش را واجب سازی زیرا کہ تو آں بجائے جستی۔ کہ پس از مسلمانی کافر شدند۔ عبد اللہ بن ابی عقب گفت تو را بدانجا علم و دانش نیست کہ از علم امام بے نیاز باشی۔ ناسخ التواریخ مطبوعہ ایران جلد سیم از کتاب دوم صفحہ ۱۸۷

ترجمہ۔ اب حرقوس کی بات کی نوبت آئی۔ اس نے کہا۔ اے ابی عقب کے بیٹے۔ میں تم سے چند سوال کروں گا۔ مگر اس قسم کے نہیں جیسے ابن وہب نے کئے۔ مجھ کو بتلاؤ کہ اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں سے دوست کن لوگوں کو رکھتے ہو۔ اس نے کہا۔ میری دوستی خدا کے پیاروں کے ساتھ ہے۔ جیسے کہ ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و علیؓ و عمارؓ یاسرؓ و مقدادؓ اسود و سلمانؓ و ابو ذرؓ و صہیبؓ و بلالؓ۔ حرقوس نے کہا کہ تبرا کن لوگوں سے ہے۔ عبد اللہ بن ابی عقب نے کہا۔ میں کسی سے تبرا یعنی بیزاری نہیں رکھتا۔ اور سب کو صراط المستقیم پر قائم مانتا ہوں (خدا نے فرمایا ہے) یہ لوگ تحقیق گذر گئے۔ اور جیسے عمل کئے۔ ان کی جزا و سزا ان کے ساتھ ہے۔ اور اسی طرح جیسا تم کرو گے ویسا بھرو گے۔ حرقوس نے پھر کہا۔ علی ابن ابو طالب کے حق میں کیا کہتے ہو۔ اس نے کہا میں اس کے حق میں کیا کہوں۔ جس کی طرف سے ہو کر میں جنگ کرتا ہوں۔ اور اس کی رضامندی کی خاطر جان قربان کرنے سے عذر نہیں۔ حرقوس نے کہا کہ عثمان و طلحہ و زبیر و معویہ و عمرو عاص و ابو موسیٰ اشعری اور دو ثالثوں کے حق میں کیا کہتے ہو۔ اس نے کہا کہ عثمانؓ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی عمہ کے بیٹے اور دو صاحبزادیوں کے شوہر ہو کر داماد ہیں۔ ان کے حق میں سوا بھلائی کے کچھ نہیں کہہ سکتا۔ رہا ہے طلحہؓ و زبیرؓ سو وہ رسول خدا کے حواری ہیں۔ اور ان کے حق میں جناب علی علیہ السلام کی زبان مبارک

سے سوائے بھلائی کے میں نے کچھ سنا نہیں۔ اور میں بھی وہی کہتا ہوں جو میرے امیر المومنین کہتے ہیں۔ باقی معویہ اور دونوں ثالثوں کی بابت یہ بات ٹھہری تھی کہ کتاب خدا کے مطابق فیصلہ دیں۔ سو فیصلہ ہو گیا۔ اور ہم نے عمرو بن العاص کے مکر و فریب کی کچھ پروا نہیں کی۔ ہم اپنے ارادہ پر بدستور قائم ہیں۔ اس سے باز نہیں آئینگے۔ اور معویہ اور اہل شام سے دست بردار ہونے کے نہیں۔ شام کی طرف ہم کوچ کرینگے۔ اور معرکہ آرائی کرینگے۔ حرقوص نے کہا پیشتر تم نے ٹھیک باتیں کہی تھیں۔ لیکن اب کلمات کو منہ سے نکالکر تم اپنے قتل کا فتویٰ آپ دینے لگے ہو۔ اور اپنی خونریزی کو واجب کر رہے ہو۔ کیونکہ تم اس جماعت کو بھی دوست رکھتے ہو۔ جو مسلمان ہونے کے بعد کافر ہو گئے۔ عبداللہ بن ابی عقب نے کہا: تمہارا علم اور سمجھ اس حد تک نہیں ہے۔ کہ امام کے علم سے بے پرواہ ہو جاؤ۔ فقط

میرے خیال میں عبداللہ بن ابی عقب کی مذکورہ بالا گفتگو سے بڑھ کر شیعہ و سنی کے مسائل اختلافی کے بارہ میں شاید ہی کوئی واقعہ یا روایت فیصلہ کن یا تسلی بخش ہوگی۔ بشرطیکہ ہمارے شیعہ معترضین محض زبانی نہیں۔ بلکہ عملاً بھی اپنے ائمہ معصومین کی سیرت پر چلنا گوارا کریں۔ اور خوارج کی طرح ضد پروری اور اپنے مزعومات و قیاسات کو دخل نہ دیں۔ جیسے کہ مضمون روایت سے ظاہر ہے۔ کوئی سمجھدار انسان یہ خیال نہیں کر سکتا۔ کہ عبداللہ بن ابی عقب جیسا جان نثار علی اور مومن مخلص ایک ایلچی اور نمائندہ جناب مرتضوی کی حیثیت میں ہو کر خوارج جیسے گروہ کے سامنے جو پہلے شیعیان علی ہی تھے۔ اور یہ سب واقعات جن کے سامنے یا تھوڑا ہی عرصہ قبل ہو چکے تھے۔ اتمام حجت جیسے مہتم بالشان فرض کو ادا کرتے ہوئے رئیس خوارج کے شبہات کی تردید میں علی وجہ البصیرت وہ باتیں پیش کرے۔ جن کے ساتھ اسکے امام ہمام کا اتفاق تام نہ ہو۔ نہیں ہرگز نہیں۔ خود ان جوابات کی معقولیت اس امر کی کافی شہادت ہے۔ کہ وہ کسی معمولی دماغ سے نہیں۔ بلکہ کسی اعلیٰ محقق یا امام حکیم و عادل کی تعلیم کا نتیجہ ہیں:

خلفاء ثلثہ کے متعلق امام حسن کا مذہب

امام حسن علیہ السلام نے بوقت مصالحت امیر معاویہ جو عہدنامہ لکھوایا ہے منجملہ دیگر شرائط کے ایک شرط اس میں یہ بھی تھی کہ وہ سیرت

خلفائے راشدین پر عمل کرے۔ اس عہدنامہ اور اس کی شرائط کا ذکر اکثر کتب تواریخ میں مذکور ہے۔ منجملہ شیعوں کے خاتم المحدثین ملا باقر مجلسی نے بھی اسکو اپنی کتاب جلاء العیون میں امام حسن علیہ السلام کے حالات میں بیان فرمایا ہے۔ اگرچہ اس شرط میں ابوبکر و عمر و عثمان کا نام نہیں لیکن حالات و واقعات زبان حال سے باآواز بلند پکار رہے ہیں کہ اسوقت سوائے ان بزرگان دین کے خلفائے راشدین کا اطلاق کسی دوسرے گروہ پر عائد ہو ہی نہیں سکتا۔ اور تاریخ اسلام میں یہ قابل فخر اور جامع مانع لقب اصطلاحاً نہ صرف زمانہ امام حسن و امیر معاویہ سے پیشتر بلکہ مابعد بھی ان کے لئے ہی مخصوص قرار پاچکا ہے پس جو بزرگ بفضلہ تعالیٰ راشدین میں ہیں وہ کبھی مستحق لعنت و نفرین ارباب بغض و کین نہیں ہو سکتے۔

جناب علی و حسنین نے اپنے جگرگوشوں کے نام ابوبکر و عمر و عثمان رکھے۔

(۴) جناب علی علیہ السلام اور حسنین علیہم السلام نے یکے بعد دیگرے اپنے جگرگوشوں کے نام ابوبکر و عمر و عثمان رکھے۔ چنانچہ ملا باقر مجلسی نے لکھا ہے:۔

"از امام باقر و صادق روایت کردہ اند کہ مادر عباس و جعفر و عمر و عثمان اولاد امیر المومنین کہ در صحرائے کربلا شہید شدند۔ ام البنین دختر حزام کلابیہ بود۔ و در ابوبکر اختلاف کردہ اند" جلاء العیون مطبوعہ ایران ص ۲۱۲ فہرست شہدائے کربلا

اسیطرح اس فہرست میں عمر بن حسین و ابوبکر و عمر از فرزندان امام حسن کا اندراج ہے۔ جس سے ثابت ہوا کہ زمین کربلا جس کی مٹی خاک شفا ہے۔ اور خاک شفا کی ٹکیہ جو شیعوں کی سجدہ گاہ بنی ہے۔ ابوبکر و عمر و عثمان کے خون کی آمیزش سے وہ بھی خالی نہیں رہی۔ مقام غور ہے۔ وہ انتہا درجہ کا تباغض و تحاسد باہمی جو شیعہ حضرات ثلاثہ اور جناب علی علیہ السلام کے متعلق تیرہ سو برس سے بیان کر رہے ہیں۔ بھلا اس کو مدنظر رکھتے ہوئے کوئی عقلمند باور کر سکتا ہے؟ کہ غصب خلافت و فدک و ام کلثوم و خمسہ جیسے دلخراش و جگر دوز واقعات کے دیکھ لینے کے بعد بزرگان آل عبا نے اپنے صاحبزادوں کو پے در پے ایسے معاندین کے ناموں سے موسوم کرنا گوارا فرمایا ہو۔ بلکہ جو دردناک داستانیں مظالم ثلاثہ کی تبرا بازوں

سے سنی جاتی ہیں۔ ان کا تقاضا تو یہ ہونا چاہیئے کہ بقول فاضل شوستری وہ نام خلفائے ثلاث مطلقاً بر زبان شیعہ جاری نہ شدہ "عمر بھر بھولے بھی ان کا نام نہ لیا جاتا۔ چہ جائیکہ ایک نہیں دو نہیں۔ تینوں ائمہ معصومین اہل بیت تینوں دشمنان دین و غاصبان حقوق کے ناموں سے اپنی اولاد کو نامزد کریں کہ ان کی ناموری اور رونق افزائی میں حصہ لیتے ہیں۔ اور دمبدم ان ہی کے ذکر خیر کو تازہ کرتے رہیں۔ ایسا امر تو ایک جاہل سے جاہل انسان سے بھی سرزد ہونا محال و ناممکن ہے۔ چہ جائیکہ باب مدینۃ العلم اور رسول پاک کے نواسوں سے ظہور پذیر ہو۔ جو دوست دشمن کی نگاہ میں مورد ہزاراں ہزار استعجاب، بلکہ استہزا کا موجب ہے۔ اولیاء اللہ کے سوانح زندگی کو بغور مطالعہ کرنے والوں سے یہ امر مخفی نہ ہوگا کہ وہ اپنی اولاد کے نام عوام الناس کی طرح بلا سوچے سمجھے نہیں رکھ لیتے۔ بلکہ خاص احتیاط برتتے ہیں۔ آیۃ یا اخت ھارون کی تفسیر میں تفسیر صافی۔ اور اسی طرح صحاح ستہ اہلسنت میں وارد ہے۔ کہ بنی اسرائیل اپنے انبیاء و صلحاء کے ناموں پر نام رکھنا مبارک جانتے تھے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ خداوند تعالیٰ کو عبد اللہ و عبد الرحمٰن کے نام پسندیدہ ہیں۔ اسی طرح بارہ اماموں میں بھی محمدؐ و علیؑ کے نام زیادہ تر رکھے گئے۔ اس بنا پر جناب علیؑ اور حضرت حسینؓ کا یہ اسمائے خلفائے راشدین تجویز کرنا خاص قابل غور ہے۔ شیعوں کے ہمسایہ اور ان کی سوسائٹی میں آمد و رفت رکھنے والے لوگ جانتے ہیں کہ یہ لوگ گدھوں، کتوں یا جب کبھی کسی پر بہت غضبناک ہوتے ہیں تو عمر کہہ کے پکارتے ہیں۔ چہ جائیکہ اپنے بچوں کے نام بتقلید جناب علی و حسنین علیہم السلام ابوبکر و عمر و عثمان رکھیں۔ یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا ان حضرات میں اپنے نام لیواؤں کے برابر بھی دینی غیرت و جوش حمیت نہ تھا؟ یا کیا پیروی ائمہ اطہارؑ کا یہی تقاضا ہے کہ جن بزرگواروں کو وہ اس قدر عزیز رکھیں کہ بطور تفاؤل اپنی اولاد کو ان کے ناموں سے موسوم کریں۔ تم لوگ پانی پی پی کر شب و روز ان کو کوسو۔ اور ان پر لعنت کرنا داخل عبادت سمجھو۔ اور ان پر تبرّا کرنے کے بغیر تمہارے اصول دین کی تکمیل ہی نہ ہو۔ افسوس ہزار افسوس!

حضرت زید شہید کا تبرا سے انکار

حضرت زید شہید جو امام زین العابدین علیہ السلام کے صاحبزادے

اور شیعہ زیدیہ کے پیشوا اور امام ہیں۔ اُن کی نسبت مذکور ہے کہ جب بنی اُمیہ کے خلاف خروج فرمایا۔ تو جیسے کہ فاضل شوستری نے لکھا ہے۔ چالیس ہزار شیعوں نے بیعت کر کے ان کی امداد و نصرت کا عہد کر لیا تھا۔ مجالس المومنین ص۳۰۴۔ لیکن قبل از جنگ اُن سے استدعا کی کہ شیخین رضؓ سے تبرا کریں۔ مگر آپ نے بکمال جوانمردی اس فعل بد سے صاف انکار فرمایا۔ اور ایسے نازک وقت میں اس قدر جم غفیر اور تعداد کثیر کے علیحدہ ہو جانے کی آپ کو ذرا پروا نہیں ہوئی۔ تاریخ اسلام میں زید شہید کے حالات اور لفظ رفض اور رافضی کی وجہ تسمیہ اور تشریح میں تمام کتب لغت عربیہ میں یہ واقعہ موجود ہے۔ مثال کے طور پر ذیل میں دو حوالے عرض کر دیتا ہوں:۔

روافض: لشکرے کہ سردار خود را بگذارند۔ و رافضہ گروہے ازاں و فرقہ از شیعہ کہ بہ زیدؒ بن علیؑ بیعت کردند۔ بعد ازاں گفتند کہ از شیخین رضؓ تبرا کن تا با تو ہمراہی کنیم۔ زیدؒ ابا نمود و گفت چگونہ تبرا کنم ازیشاں کہ وزیر و معاون جدّ من بودند۔ پس ایشاں او را رفض کردند۔ و گذاشتند تا آنکہ عسّ حجاج ایشاں را شہید کرد۔ منتخب اللغات ص۱۹۰ زیر لفظ روافض:۔

یعنی روافض اس لشکر کو کہتے ہیں جو اپنے سردار کو بائیکاٹ کر دے۔ اور رافضہ سے اسی کا ایک گروہ مراد اور شیعوں کا ایک فرقہ ہے۔ جنھوں نے زیدؒ بن علیؑ سے بیعت کی تھی پھر اُن سے کہا کہ شیخین سے تبرا کرو۔ پھر ہم آپ کا ساتھ دینگے۔ زید نے انکار کر دیا۔ اور فرمایا اُن لوگوں سے کس طرح تبرا کروں۔ جو میرے جدّ بزرگوار (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے وزیر اور مددگار تھے۔ پس اُنہوں نے آپ کو ترک کر دیا اور (بیکس) چھوڑ دیا۔ آخرکار حجاج کے چچا نے آپ کو شہید کیا۔ شیعوں کی معتبر ترین کتاب جو مجمع البحار کی طرح حدیث شیعہ کی لغت ہے۔ اسمیں لکھا ہے:۔

فی الحدیث ذکر الرافضۃ والروافض وھم فرقۃ من الشیعۃ رفضوا ای ترکوا زید بن علی حین نھاھم عن الطعن فی الصحابۃ فلما عرفوا مقالہ وانہ لا یبری من الشیخین رفضوا ثم استعمل ھذا اللقب فی کلّ من غلا فی ھذا المذہب و

اجاز الطعن فی الصحابۃ - مجمع البحرین ومطلع النیّرین مطبوعہ طہران صـ۳۵۲ - زیر لفظ رفض

یعنے حدیث میں رافضہ اور روافض کا ذکر آیا ہے۔ اور وہ شیعہ میں سے ایک گروہ ہے جنھوں نے زید بن علی سے رفض کیا۔ یعنی چھوڑ دیا تھا۔ جب کہ آپ نے ان کو صحابہؓ کی شان میں طعن کرنے سے روکا تھا۔ جب ان کو یہ امر معلوم ہو گیا۔ اور یہ کہ وہ شیخین سے تبرا نہیں کرتے تو ان کا ساتھ چھوڑ دیا۔ جب سے یہ لقب ہر ایک شخص کے لئے مستعمل ہونے لگ گیا۔ جو اس بارہ میں غلو کرتا اور صحابہ کے حق میں طعن کرنے کو جائز قرار دیتا۔

شیعہ وسنی میں زیادہ وجہ نزاع یہی صحابہ کے حق میں بُرا بھلا کہنا ہے۔ ورنہ محبت اہل بیت سے کوئی فریق روگرداں نہیں ہے۔ اب یہ امر کہ کون فریق حق پر ہے اور کون ناحق پر قرآن وحدیث وسنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بے شمار تائیدی دلائل کے علاوہ خود بزرگان اہلبیت میں سے حضرت زید شہید کا معتقد فضیلت شیخین ہونا۔ فرقہ حقہ اہلسنت والجماعت کے حق بجانب ہونے کا ایک بیّن ثبوت ہے۔ اگر در خانہ کس است حرفے بس است

چھٹی شہادت

فاضل شوستری فرماتے ہیں:۔ وہم چنیں معتزلہ بلکہ اکثر فرق شیعہ زیدیہ خلفائے ثلاثہ را دشمن نے دارند۔ مجالس المومنین مجلس ششم صـ۲۹۶

یعنے اسی طرح معتزلہ بلکہ شیعہ زیدیہ کے اکثر فرقے خلفائے ثلاثہ کو دشمن نہیں رکھتے

ساتویں شہادت

ملا عبد الرزاق لاہجی مصنف گوہر مراد شیعوں میں ایک محقق اور فلاسفر فاضل ہو گذرے ہیں۔ ان کی نسبت زمانہ حال کے ایک بہت بڑے دقیق النظر شیعہ مصنف نے لکھا ہے۔ یوجد فی کلماتہ من مدیح الخلفاء وتعظیمھم۔ دیکھو کتاب روضات الجنات فی احوال العلماء والسادات مطبوعہ ایران صـ۳۵۳ یعنے محقق مذکور کی تصانیف میں خلفاء کی تعریف وتعظیم پائی جاتی ہے۔

آٹھویں شہادت

شیخ جمال الدین حسن بن المطہر الحلی کی بابت بھی جن کی تصانیف میں سے کتاب منہاج الکرامہ ہے۔ اور جس کے جواب باصواب میں محقق ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب مستطاب منہاج السنۃ لکھی ہے۔ فاضل شوستری نے تحریر فرمایا ہے۔ و شیخ جمال الدین ہرگز بطریق تعصب بجشنہ کردہ در تعظیم وتوقیر

صحابہ مبالغہ نمودے۔ واگر کسے در حق صحابہ کلمہ بد گفتے۔ منع تمام فرمودے و رنجش کردے وسلطان (خدابندہ الملقب بالجائیتو) را بر محبت صحابہ و تعظیم ایشان تحریص فرمودے۔

مجالس المومنین مجلس ہشتم صہ ۴۰۳

یعنے شیخ جمال الدین کبھی متعصبانہ طریق پر بحث نہ فرماتے تھے۔ اور صحابہ کی تعظیم و تکریم میں مبالغہ کرتے۔ اور اگر کوئی شخص صحابہ کے حق میں بُرا کلمہ کہتا تو سرزنش فرماتے۔ اور رنجیدہ ہو جاتے۔ اور سلطان کو صحابہ کی محبت و ان کی تعظیم کی ترغیب دیا کرتے تھے۔

نویں شہادت

سید مرتضیٰ الملقب بہ علم الہدیٰ اور سید الشریف الرضی آپس میں سگے بھائی تھے۔ دونوں بھائی کمال علم و فضل میں بے نظیر ہونے کے علاوہ شیعہ مذہب کے بڑے حامی گذرے ہیں۔ سید مرتضیٰ کی نسبت صاحب کتاب روضات الجنات نے بحوالہ ابن خلکان ابن برہان نحوی کی زبانی ایک عبرتناک حکایت لکھی ہے۔ نحوی مذکور کہتا ہے کہ میں نے سید مرتضیٰ کو ایک دیوار کے پیچھے سُنا۔

یعاتب نفسہ ویقول ابی بکرو عمر ولیا فعدلا واسترحما فرحما افانا اقول ارتدا بعد ان اسلما الخ روضات الجنات صہ ۳۸۷

کہ اپنے نفس کو ملامت کر رہے تھے۔ اور یہ کہتے تھے کہ ابو بکرؓ و عمرؓ خلیفہ بنے۔ اور دونوں نے عدل کیا۔ اور رحم کیا مظلوموں پر۔ کیا ایسوں کے لئے مجھ کو یہ کہنے کا حق ہو سکتا ہے کہ پہلے وہ مسلمان ہوئے۔ اور بعد اس کے مرتد ہو گئے؟ پھر ابن برہان کہتے ہیں کہ میں اُٹھ کھڑا ہوا اور باہر نکل آیا۔ ابھی دروازہ کی چوکھٹ تک نہیں پہونچا تھا کہ میں نے ایک چیخ کی آواز سُنی۔ اور ابن برہان اُس وقت انکے پاس گئے تھے۔ جب وہ مرض الموت میں مُبتلا تھے۔

دسویں شہادت امام جعفر کی

شیعہ اپنے آپ کو جعفری کہتے ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ امام جعفر صادق علیہ السلام کے پیرو ہیں۔ ذیل میں امام موصوف کی ایک حدیث مبسوط جو اس موضوع پر برہان قاطع کا حکم رکھتی ہے۔ درج کی جاتی ہے۔ جس میں بالعموم صحابہ کی شان میں ہمیشہ حسن ظن رکھنے کی ہدایت ہے۔ چہ جائیکہ کوئی گستاخی یا بے ادبی کا لفظ زبان سے نکالنا داخل ثواب سمجھا جائے۔ اور جو لوگ صحابہ کے خلاف

باتیں کہتے سنتے ہیں۔ ان کو اہل بدعت کہا گیا ہے۔ اور ان کی مجالس سے بچنے کا ارشاد ہے اگرچہ اس میں ابوبکر و عمر کا نام مذکور نہیں۔ تاہم چونکہ بالعموم جملہ صحابہ رسول کے حق میں حسن ظن رکھنے کی تاکید ہے۔ اور تمام صحابہ میں سے عموماً ان ہی حضرات کو نشانہ مطاعن و سبّ و لعن بنایا جاتا ہے۔ اسواسطے ہم اس حدیث سے ان کے حق میں ممانعت سبّ و لعن و تبرا کا استدلال خصوصاً کر سکتے ہیں۔ اور بوجہ اولیٰ کر سکتے ہیں۔ حدیث مذکور یہ ہے:۔

قال الصادق علیہ السلام لا تدع الیقین بالشک والمکشوف بالخفی ولا تحکم علی مالم تره بما تروی عنہ قد عظم اللہ عزوجل امر الغیبۃ وسوء الظن باخوانک من المؤمنین فکیف الجرأۃ علی اطلاق قولہ واعتقاد زور و بهتان فی اصحٰب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اللہ عزوجل اذ تلقونہ بالسنتکم وتقولون بافواھکم مالیس لکم بہ علم وتحسبونہ ھینًا وھو عند اللہ عظیم ومادمت تجد الی تحسین القول والفعل فی غیبتک وحضرتک سبیلا فلا تتخذ غیرہ قال اللہ تعالیٰ و قولوا للناس حسنًا واعلم ان اللہ تعالیٰ اختار لنبیہٖ من اصحابہ طائفۃ اکرمھم باجل الکرامۃ وحلاھم بحلیۃ التائید والنصر والاستقامۃ لصحبتہ علی المحبوب والمکروہ وانطق لسان نبیہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بفضائلھم ومناقبھم و کراماتھم واعتقد محبتھم واذکر فضلھم واحذر مجالسۃ اھل البدع فانھا تنبت فی القلب کفرًا وضلالًا وان اشتبہ علیک فضیلۃ بعضھم فکلھم الی عالم الغیب وقل اللّٰھم انی محبٌّ لمن احببتہ انت ورسولک ومبغض لمن ابغضتہ انت ورسولک فانہ لم یکلفک فوق ذالک ۔ کتاب مصباح الشریعۃ باب السبعون فی معرفۃ الصحابۃ مطبوعہ ایران

ترجمہ:۔ فرمایا ہے امام جعفر صادق علیہ السلام نے نہ چھوڑ یقین کو باعث شک کے۔ اور کھلی بات کو باعث کسی مخفی امر کے۔ اور جس چیز کو تو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھے محض اس کی بابت سنی سنائی بات پر فیصلہ نہ دے۔ اور بہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے بہت بُرا بتلایا ہے۔ غیبت کو۔ اور بدگمانی مومن بھائیوں کے معاملات میں۔ پس اصحاب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارہ میں بے ساختہ بکواس اور جھوٹے بہتان پر مبنی اعتقادات کی جرأت کیسی؟

خدائے تعالیٰ فرماتا ہے۔ جب تم اس کو زبان پر لاتے۔ اور منہ سے کہتے اس بات کو جس کا تم کو علم نہیں۔ اور اس کو ایک معمولی بات جانتے۔ حالانکہ وہ خدا کے نزدیک بڑا گناہ ہے (یہ آیت سورہ نور کی اُن آیات میں سے ہے۔ جو حضرت عائشہ صدیقہ پر بہتان باندھنے والوں کی سرزنش میں نازل ہوئی تھیں) جو قول یا فعل تیرے سامنے سرزد ہو یا تیرے پیچھے۔ جہاں تک اس کی تحسین کی صورت ممکن ہوئے ملحوظ رکھ۔ اور اسکے سوا مذمت کا خیال نہ کر۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ لوگوں سے اچھی بات کہو۔ اور جان تو کہ خدا تعالیٰ نے اپنے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک گروہ کو پسندیدہ فرما کر ان کو اعلیٰ درجہ کی بزرگی سے ممتاز کیا ہے۔ اور ان کو رسُول کی معیت میں راحت و رنج کے وقت استقامت و نُصرت و تائید کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ اور اپنے پیارے نبی محمد صلے اللہ علیہ و آلہ کی زبان مبارک سے ان کے فضائل و مناقب و کرامات بیان کرائے۔ پس تم بھی ان کو محبوب رکھو۔ اور ان کی بزرگی کا چرچا کرو۔ اور اہل بدعت کی مجالس سے پرہیز رکھو۔ کیونکہ وہ دل میں کفر اور گمراہی کو پیدا کرتے ہیں۔ اور اگر کسی صحابی کی فضیلت پر تم کو شبہ پیدا ہو جائے۔ تو اس کو عالم الغیب کے سپرد کر دے۔ اور کہہ تو یہ کہ اے اللہ میں دوست رکھتا ہوں اس کو جس کو تو اور تیرا رسُول دوست رکھتے ہیں۔ اور دشمن رکھتا ہوں۔ اس کو جس کو تو اور تیرا رسُول دشمن رکھتے ہیں۔ پس اس سے زیادہ کے لئے وہ تجھ کو مکلف نہیں کریگا ؎

گیارہویں شہادت

ایک صالحہ عورت ام خالد کا ذکر ہے۔ جسکے یوسف بن عمر نے ہاتھ کاٹ دیئے تھے۔ یہی یوسف بن عمر ہے۔ جس نے حضرت زید شہید کو قتل کیا تھا۔ اس کی نسبت کشی نے لکھا ہے۔ جو شیعوں میں نہایت معتبر ہے۔ ھی امراۃ صالحۃ علی التشیع و کانت مائلۃ الی زید بن علی۔ کہ وہ نیکو کار عورت شیعہ مذہب تھی۔ اور زید بن علی کی طرف مائل تھی۔ اس کی نسبت ابی بصیر سے مروی ہے کہ وہ امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں آئی۔ تو راوی کہتا ہے کہ امام نے مجھ کو فرمایا کیا تم ام خالد کی باتیں سُنکر خوش ہو گے۔ اس نے عرض کیا کہ ہاں۔ امام نے فرمایا کہ نزدیک ہو جاؤ۔ مجھے امام نے ایک بوریا پر بٹھا دیا ؎

ثمّ دخلت فتکلمت فاذا امراۃ بلیغۃ فسالتہ عن فلان و فلان فقال لھما تولیھما فقالت فاقول لربی اذا لقیتہ انک امرتنی بولایتھما قال نعم۔ (دیکھو کتاب رجال کشی مطبوعہ بمبئی صفحہ ۱۵۷ ترجمہ ام خالد) یعنے پس وہ داخل ہوئی اور باتیں کیں جس سے اس کا فصیحہ بلیغہ عورت ہونا ثابت ہوتا تھا۔ پس اس نے ابوبکر و عمر کے بارہ میں سوال کیا۔ تو امام نے فرمایا کہ ان دونوں سے محبت رکھا کر۔ اس نے عرض کیا کہ میں پھر اپنے پروردگار سے قیامت کے دن کہدونگی۔ کہ آپنے ہی مجھ کو ان دونوں کی دوستی کا حکم فرمایا تھا۔ امام نے فرمایا کہ ہاں (بیشک)

بارھویں شہادت

یہ تو اگلے وقتوں کی باتیں ہیں۔ ایک میں اپنے وقت کی سرگذشت و شہادت چشم دید عرض کرتا ہوں کہ جناب سفیر صاحب کابل کے بعض کاموں کی انجام دہی کے لئے مجھ کو بارہا کلکتہ جانے اور وہاں کئی کئی مہینے قیام پذیر ہونے کا اتفاق ہوتا رہا ہے۔ تحقیق مسائل شیعہ و سنی کے لئے میں اکثر جناب شیخ محمود صاحب گیلانی مجتہد شیعہ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا۔ اب وہ فوت ہو گئے ہیں۔ ان کا خدا سننا اور دیکھتا ہے۔ انشاء اللہ میں کوئی جھوٹ بات ان کی طرف منسوب کر کے اپنا ایمان خراب نہ کروں گا۔ آپ کئی دفعہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ شیعہ مذہب میں تبرا ہرگز جائز نہیں ہے اور یہ امر ناحق سنی و شیعہ میں نفاق و منافرت کا باعث بنا ہوا ہے۔ اور اسپر ایک اپنا واقعہ سنایا کرتے تھے۔ کہ بمبئی میں ایک مسجد میں شیعہ طریق پر نماز پڑھ رہا تھا۔ مسجد اہلسنت کی تھی۔ وہ مجھ کو دیکھتے ہی بپکے اور مارنے پیٹنے پر آمادہ ہو گئے۔ میں بہت حیران تھا۔ آخر بعد فراغت نماز دریافت کیا کہ آخر اسقدر غصہ و غضب کس بنا پر ہے۔ تو انہوں نے کہا کہ تم لوگ شیعہ ہو۔ اور صحابہ رسول کو تبرا کہتے ہو۔ اسواسطے ہم تم کو اپنی مسجد نماز نہیں پڑھنے دینگے جسپر میں نے انکو اصل حقیقت سے آگاہ کیا کہ یہ جاہل شیعوں کا کام ہے۔ اور دراصل مذہب شیعہ میں تبرا کرنے کا کہیں حکم نہیں ہے۔ غرض بڑی مشکلوں سے ان کی تشفی کرائی۔ اور انکو راضی کر کے پیچھا چھڑایا ✣

پھر فرمایا کرتے تھے کہ ہندوستان میں علمائے دہلی و لکھنو نے جمعیت اسلام پر بڑا غضب ڈھایا ہے۔ اور ایک دوسرے کے مقابلہ میں مباحثات کو اسقدر طول دیا ہے۔ کہ پناہ بخدا

افسوس اِن باتوں نے فریقین کے دلوں میں وہ آتش فتنہ و فساد بھڑکا دی۔ ہے کہ کبھی بجھنے کی امید نہیں۔ پھر مینے جب پہلی دفعہ کتاب من لا یحضرہ الفقیہ جو منجملہ اصول اربعہ شیعہ کے ہے دیکھا کہ اشہد ان علیاً ولی اللہ فضول اذان میں داخل نہیں۔ بلکہ اہل بدعت نے اس کو داخل کر لیا ہے۔ اور ان سے ذکر کیا تو فرمایا کہ دیکھو میں کئی دفعہ ان .. .. شیعوں کو اس سے منع کرتا ہوں۔ کیونکہ اس طرح کی اذان سے اُمت میں فتنہ و فساد پیدا ہوتا ہے مگر میری نہیں مانتے۔ خلفائے راشدین کے حق میں انکی رائے تھی۔ کہ بے شک وہ محافظ بیضہ اسلام تھے۔ جناب علی علیہ السلام کی خلافت روحانی تھی۔ جسکو نہ کسی نے غصب کیا نہ کر سکتا تھا۔ وہ انہیں مل جل کر کام کرتے تھے۔ جسطرح جناب علی علیہ السلام کے مفید مشوروں سے وہ مستغنی نہ تھے۔ جناب بھی بکمال خورسندی خاطر انکے مددگار و معاون و زور و بازو تھے باہمی کوئی پرخاش و تباغض نہ تھا۔ اگر تھا بھی تو فوری جو رفت گذشت ہو گیا۔ ازواج مطہرات کے حق میں کوئی کلمہ بے ادبی کا منہ سے نکالنا گناہ جانتے تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی علو شان کے ضمن میں سب سے پہلے مینے ان ہی کی زبان سے بحوالہ نہج البلاغۃ سُنا تھا کہ جناب علی علیہ السلام نے بعد از واقعہ جمل فرمایا کہ ولہا حرمتہا الاولی کہ با ایں ہمہ ان کی حرمت ویسی ہی ہے جیسے کہ قبل اس کے تھی ؛

یہ بارہ ۱۲ دلائل یعنی بارہ اماموں کے شیعوں کے لیئے جمع کر دیئے ہیں۔ خدا کرے وہ تعصب کی عینک کو اُتار بغور و خوض تمام ان کو مطالعہ فرمائیں اور ہدایت پائیں۔ میرے پیارے دوستو! اہلبیت نبوی کے مذہب اور سیرۃ کو تازہ رکھو۔ چشم ما روشن دل ما شاد۔ لیکن رافضی نہ ہو۔ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بُرا مت کہو۔ یہی ایک بات ہے۔ جس نے تمہارے مذہب کی ترقی کو ہمیشہ سے روک رکھا ہے۔ اور سب کی نظر میں تم حقیر بن گئے ہو۔ اصل شیعہ مذہب کا کوئی مخالف نہیں نبیؐ و علیؓ کا کوئی دشمن نہیں۔ حسنین کا کوئی بدخواہ نہیں۔ بارہ اماموں سے کسی کو کد نہیں ہے بانی فساد صرف عقیدہ رفض اور تبرا ہے جو تم لوگوں نے بارہ اماموں سے نہیں بلکہ رافضیوں سے لیکر اپنے عقاید میں داخل کر لیا۔ اسلام نے بہت مصائب اُٹھائے۔ مسلمانان در گور و مسلمانی در کتاب۔ آؤ اب تو باز آجاؤ۔ اور اس مایۂ فتنہ و فساد اعتقاد سے تبرا کرو۔ والسلام (خادم حسین)

۱۴ر سے لیکر ۱۹ر مارچ تک خاص رعایت

احباب کرام کو جلسہ کے موقعہ پر تمام کتابیں دفتر تشحیذ سے مل سکینگی۔ بیرونجات کے احباب بھی ان دنوں میں اس رعایت سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ مینجر

نام کتاب	اصلی	رعایتی	نام کتاب	اصلی	رعایتی
البرق - ردّ شیعہ	۴ر	۱ر	نغمہ اکمل حصہ سوم	۱ر	۵ر
مرزا احمد بیگ کی پیشگوئی حصہ دوم	۰ر	۔ر	؍؍ ؍؍ ؍؍ چہارم	۲ہر	۲ر
قبولیت دعا کے گر	۱ہر	۱ر	نشان رحمت	۱ر	۵ر
ترجمۃ القرآن پارہ ۲۷ تا ۲۹	عہ ر	۴ر	الاسماء الحسنیٰ	۰۲ر	
برائی در ثمین اردو	۳ر	۰۲ر	الوصیت بر نظر	۰ر	۔ر
واقعہ صلیب	عہ ر	۱۴ر	تکفیر اہل قبلہ	۰ر	۔ر
صداقت مریمیہ	عہ	۱۴ر	حل چیستان مرزا کا جواب	۱ر	۵ر
انوار خلافت	۱۰ر	۹ر	بیوی کی تعلیم	۵ر	۰ر
مکتوبات احمدیہ حصہ اول	۸ر	۴ر	کار آمد حوالے	۵ر	۰ر
مجموعہ الہامات مسیح موعود مکمل	عہر	عہ ر	قدامت روح و مادہ	۴ر	۳ر
الموعظۃ الحسنہ	۲ر	۱ر	اسلام	۰۴ر	۲ر
معیار حق	۵ر	۰ر	ضرورت نبی	۰۱ر	۱ر
روحانی طبیب (روحانی مرضوں کا علاج)	۰۱ر	۱ر	مباحثہ شملہ (دربارہ نبوت مسیح موعود)	۰۳ر	۳ر
ادعیۃ القرآن - (مترجم و منظوم)	۲ر	لـ	پیغام حق (تائید سلسلہ عالیہ احمدیہ)	۴ر	۰۳ر
القاء ربانی	۶ر	۴ر	مباحثہ امرتسر (ثناء اللہ سے)	۰۲ر	لـر
نغمہ اکمل حصہ اول ختم شدہ			القول المحمود	۰۸ر	۷ر
؍؍ ؍؍ ؍؍ دوم	۴ر	۲ر	وفات نامہ	۱ر	۵ر

ان کے علاوہ اور بہت سی کتابیں بھی موجود ہیں۔ فہرست مفت طلب کی جاتی ہے۔ منگوا کر دیکھیں

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۶۴